ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر مسئول

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر اعلیٰ

مجاہد الحسینی

۲۴ صفر المظفر، یکم مئی
۱۳۹۰ھ ۔ ۱۹۷۰ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرتبہ: قاری فیوض الرحمن

• توبہ کے متعلق ایک ضروری بات • توبہ واستغفار کے خاص کلمات • سیّد الاستغفار

توبہ کے متعلق ایک ضروری بات

بندہ اگر کسی گناہ سے توبہ کرلے اور پھر اس سے وہی گناہ ہو جائے تو بھی اللہ کی رحمت سے ہرگز ناامید نہ ہو، بلکہ پھر توبہ کرلے۔ اس طرح اگر سینکڑوں ہزاروں دفعہ بھی اس کی توبہ ٹوٹے تو بھی نااُمید نہ ہو۔ جب بھی وہ سچے دل سے توبہ کرے گا اللہ تعالٰے کا وعدہ ہے کہ وہ اس کی توبہ قبول فرمالیں گے اور اس کو معاف فرماتے رہیں گے اللہ کی رحمت بڑی وسیع ہے۔ حضرت ابوسعید ابوالخیرؒ فرماتے ہیں ؎

باز آباز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
گر کافر و گبر و بُت پرستی باز آ
ایں درگہِ ما درگہِ نومیدی نیست
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

تُو باز آ تُو باز آ جیسا بھی ہے تُو باز آ
کافر ہے تب بھی باز آ جیسا بھی ہے تُو باز آ
یہ درگہِ رحمان ہے مایوس تو اس سے نہ ہو
سو بار کے توبہ شکن کیسا بھی ہے تُو باز آ

(مواعظ دعواتِ عبدیت ۳ از حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ)

توبہ واستغفار کے خاص کلمات

توبہ و استغفار کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے اس سے قارئین کرام نے سمجھ لیا ہو گا کہ اس میں اصل اہمیت اور بنیادی حیثیت معنی، مقصد اور دل کی کیفیت کی ہے۔ بندہ جس زبان میں اور جن مناسب الفاظ میں توبہ و استغفار کرے۔ وہ اگر سچے دل سے ہے تو اللہ کے نزدیک حقیقی توبہ و استغفار ہے اور قابلِ قبول ہے۔ اس کے باوجود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے توبہ و استغفار کے بعض الفاظ بھی تلقین فرماتے ہیں اور ان کی خاص فضیلت اور برکت بیان فرمائی ہے۔ اس سلسلے کی چند حدیثیں

عَنْ بِلَالِ بْنِ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبِىْ عَنْ جَدِّىْ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ قَالَ۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ غُفِرَلَهٗ وَاِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ۔ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

بلالؓ بن یسار بن زید نے اپنے والد یسار سے نقل کیا اور انہوں نے اپنے والد حضرت زید سے (جو حضور علیہ السلام کے ایک آزاد کردہ غلام تھے) نقل کیا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ جس بندہ نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالٰے کے حضور میں توبہ و استغفار کیا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَ اَتُوْبُ اِلَيْهِ۔ (میں اس اللہ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں جو زندہ جاوید ہستی ہے اور سب کا تھامنے والا ہے اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں) تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا، اگرچہ اس نے میدانِ جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو۔

تشریح جان بچانے کے لئے میدانِ جہاد سے بھاگنا بدترین کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ لیکن اس حدیث میں فرمایا گیا کہ اگر اس بدترین اور سخت ترین گناہ کا مرتکب بھی ان الفاظ کے ذریعہ اللہ تعالٰے کے حضور میں استغفار و توبہ کرے گا تو وہ بھی بخش دیا جائے گا — یہ بھی ظاہر ہے کہ اس طرح کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کی وحی اور الہام کے بغیر نہیں فرما سکتے۔ اس لئے سمجھنا چاہیے کہ گنہگاروں کے لئے معافی اور مغفرت کی درخواست کے یہ الفاظ خود اللہ تعالٰے کی طرف سے تعلیم فرمائے گئے ہیں اور ان الفاظ کے ساتھ درخواست کرنے والوں کے لئے بڑے سے بڑے گناہوں کی معافی اور مغفرت کا حتمی وعدہ بلکہ فیصلہ فرما دیا گیا ہے —— قربان اس اس رحمت کے —— لیکن یہ بات پھر ملحوظ رہے کہ استغفار صرف الفاظ کا نام نہیں ہے بلکہ اللہ کے نزدیک حقیقی استغفار وہی ہے جو دل سے ہو —— ایک اور حدیث میں ہے کہ "جو شخص رات کو سوتے وقت تین دفعہ اس کلمہ کے ذریعہ اللہ تعالٰی سے توبہ و استغفار کرے گا تو اللہ تعالٰی اس کے سب گناہ معاف کر دے گا اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر کیوں نہ ہوں۔" (بحوالہ۔ اسلام کیا ہے؟ مولانا محمد منظور نعمانی)

سیّد الاستغفار

مندرجہ ذیل حدیث میں استغفار کے ایک کلمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سیّد الاستغفار" بتایا ہے اور اس کی غیر معمولی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اور بلاشبہ اپنے مضمون و مفہوم کے لحاظ سے بھی ایسا ہی کلمہ ہے۔

عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ" —— قَالَ وَ مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّمْسِىَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، وَ مَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَ هُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُّصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ (رواہ البخاری)

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "سید الاستغفار" (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں یوں عرض کرے۔ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِىْ وَ اَنَا عَبْدُكَ وَ اَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَ وَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَىَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِىْ فَاغْفِرْلِىْ اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ"

(باقی ص۱۴ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۲۴ صفر المظفر ۱۳۹۰ھ
یکم مئی ۱۹۷۰ء

جلد ۱۵
شمارہ ۵۰

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

ملک کا ریفرنڈم ہو گیا

پاکستانی عوام بھاشانی اور مودودی دونوں کے ساتھ نہیں!

پاکستان میں سیاسی سرگرمیوں کی بحالی کے ساتھ ہی مظاہروں، ہڑتالوں اور ہنگاموں کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا اس میں بتدریج اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

گذشتہ چند ماہ میں بعض سیاسی جماعتوں نے اپنے پروگرام کی تشہیر اور سیاسی قوت کے مظاہرے کے لئے جو ذرائع اختیار کئے ہیں ان سے رائے عامہ اور قوم کے رجحان کا اندازہ لگانا آسان ہو گیا ہے۔ کون کس کے ساتھ ہے اور عوام کی اکثریت کس جماعت کی حامی ہے؟ اس کا صحیح جواب تو آئندہ انتخابات ہی دیں گے۔ البتہ چند واقعات ایسے ہیں جنہیں عوامی جذبات و احساسات کا مظہر قرار دیا جا سکتا ہے اور کوئی بھی سیاسی بصیرت و بصارت رکھنے والا شخص ان سے کسی طور بھی صرف نظر سے کام نہیں لے سکتا۔ مثلاً اگر پشاور کے اس گاؤں سے جماعت اسلامی انتخاب لڑنے کا فیصلہ کرے جہاں گذشتہ دنوں جھنڈا لہرانے کے مسئلہ پر ریفرنڈم ہوا تھا اور اسے صرف دو ووٹ مل سکے تھے تو اس کے فاتر العقل ہونے میں کسے کلام ہو سکتا ہے اور اس کے زرِ ضمانت کو ضبط ہونے سے کون بچا سکتا ہے؟

بعینہٖ ملک کی دو سیاسی جماعتوں نیشنل عوامی پارٹی بھاشانی گروپ اور جماعتِ اسلامی کا مسئلہ ہے۔ جنہوں نے اپنی سیاسی قوت اور عوامی مقبولیت کا مظاہرہ کرنے کی کوشش کی اور دونوں کو بُری طرح ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔

اوّلاً ۔ جماعت اسلامی نے پلٹن میدان ڈھاکہ میں اس تحکّم کے ساتھ جلسہ عام کرنے کا اعلان کیا تھا "یہ اجتماع بتا دے گا کہ مشرقی پاکستان کے عوام کس کے ساتھ ہیں"۔ جس اجتماع سے مودودی صاحب سمیت صفِ اوّل کے رہنما خطاب کرنے والے تھے اس کا جو حشر ہوا اور وہاں جو عبرتناک ہزیمت اٹھانا پڑی محتاجِ ذکر نہیں۔

جماعت اسلامی کے رہنماؤں نے شیخ مجیب الرحمٰن کو جلسہ الٹانے اور گڑبڑ پھیلانے کا ذمہ دار قرار دیا۔ چنانچہ مشرقی پاکستان سے بددل ہو کر جماعت نے مغربی پاکستان کا رُخ کیا اور پلٹن میدان کی مبینہ غنڈہ گردی کی مذمت اور وہاں کے عوامی طرزِ عمل کے خلاف احتجاج کے لئے ایک روزہ ہڑتال کا اعلان کر دیا۔ جماعت نے اپنے تمام تر ذرائع بروئے کار لا کر اس ہڑتال کو کامیاب بنانے کی کوشش کی۔ اس کی ذیلی تنظیموں، طفیلی جماعتوں اور پروردہ اداروں نے بڑی شدّ و مدّ کے ساتھ پروپیگنڈا کیا، جہازی سائز کے لاتعداد اشتہار چھاپے گئے، بیانات دلوائے گئے مختلف تجارتی اور صنعتی اداروں کے ہاں خصوصی گشت کئے گئے، ترغیب و ترہیب کے تمام ذرائع اختیار کرنے کے باوجود مجوّزہ ہڑتال نہ ہونی تھی نہ ہو سکی اس روز تمام کاروباری ادارے اور دفاتر حسبِ معمول مصروفِ کار رہے اور عوام نے جماعتِ اسلامی کے فیصلے پر مہرِ استرداد ثبت کر دی۔

اس موقع پر جماعتِ اسلامی نے یہ تاثر دینے کی بھی کوشش کی کہ مشرقی پاکستان کے عوام چونکہ اسلام کا نام برداشت کرنے کو تیار نہیں اس لئے جماعتِ اسلامی کا جلسہ ناکام ہو گیا۔ لیکن چند روز بعد اسی پلٹن میدان میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی کی زیرِ صدارت جمعیۃ علماء اسلام کے عظیم الشان اجتماعِ عام میں مفتی محمود صاحب کے خطاب اور بعد ازاں مرکزی جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا احتشام الحق تھانوی کے جلسوں نے اس تلبیس کا پردہ بھی چاک کر دیا۔ کہ وہاں کے عوام درحقیقت مودودی صاحب کے پیش کردہ غلط نظریات کو "اسلام" قرار دینے کے لئے آمادہ نہیں۔

ثانیاً ۔ نیشنل عوامی پارٹی کے رہنما جناب بھاشانی صاحب نے ٹوبہ کسان کانفرنس میں ۱۹ اپریل کو ملک گیر ہڑتال کا

مجلس ذکر

اولاد کو نماز کا حکم دیجئے

از: حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى: اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ:-

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ (البقرہ ۱۵۲)

ترجمہ: پس مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔

مکی اور مدنی زندگی کی تعلیمات

یہ مجلس ذکر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اصلاح حال کے لئے جاری فرمائی جو اب تک الحمد للہ جاری ہے — اللہ تعالیٰ ہماری آئندہ نسلوں کو بھی اسے تاقیامت جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو انقلابات دنیا میں رات دن نئے سے نئے اٹھتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ ۝ (الرحمٰن ۲۹) اللہ تعالیٰ ہر روز اپنی ایک نئی شان کا، نئی آن کا اظہار فرماتے ہیں اور مسلمانوں کو مکی اور مدنی دو زندگیوں کی تعلیم دی گئی ہے ایک زندگی عدم تشدد کی زندگی ہے، درگذر کی زندگی ہے۔ یعنی مکی زندگی میں جو اذیتیں، تکلیفیں خدا کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کے نام لیواؤں پر ٹوٹی ہیں۔ جواب میں کارروائی کرنے کی اجازت نہیں ہے جوابی کارروائی سے روک کر صرف اللہ کے حضور دعا کی درخواست کرنے کی تاکید کی گئی، عقائد کی پختگی اور تکمیل کی تعلیم دی گئی۔ راہ خدا میں جان دینے کو افضل قرار دیا گیا۔ اور دوسرے دور میں اللہ نے مدنی زندگی کے اندر مدافعت کی جنگ اور اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی اجازت ہے۔ تبلیغ چونکہ تیرہ سال کھل کر ہو گئی قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ (البقرہ ۲۵۶) اسی لئے لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ زور زبردستی نہ مکی زندگی میں ہے نہ مدنی زندگی میں لیکن جو رضا و رغبت کے ساتھ ایمان لاتا ہے اُسے حکم ہے کہ خوب چھان پھٹک کے اور ٹھوک بجا کے دیکھ لے اگر ایمان پر تمہیں یقین ہے' خدا کے نبی پر یقین ہے، اور یہ کہ یہ کتاب اللہ کی ہے، خدا کی ذات پر ایمان اور یقین ہے، اور اللہ کے رسولؐ اور جبریل امین کے واسطے سے یہ راہ حق اور راہ نجات دکھائی ہے یعنی نہ خدا میں شک ہے، نہ خدا کے رسولؐ میں کسی قسم کا ریب و شک ہے۔ اپنی رضاء و رغبت سے ایمان لاؤ۔ اسی لئے ایمان و اسلام کا نام ہے تصدیق قلب اور قلب کا حال معلوم کرنے کا آلہ کوئی آج تک ایجاد نہیں ہوا۔ ٹمپریچر تو دیکھ لیتے ہیں۔ دل میں ایمان کتنا ہے؟ یہ اللہ جانتا ہے علم غیب نہ آپ کو ہے نہ مجھے۔ مومن کی نشانی اللہ نے یہ بتائی کہ وہ اللہ پر ایمان بن دیکھے لاتا ہے۔ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ، پھر نماز قائم کرتا ہے وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ، پھر اللہ کا رزق کما کر کھانے کا اور دوسروں تک پہنچانے کا حکم ہے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ محنت اُن کی، رزق ہمارا اور پھر بھی شکر کریں گے۔ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ (ابراہیم ۷) ان کو بڑھا کر نعمت دیں گے اس کے بعد اللہ تعالیٰ قبر کو جنت کے باغوں میں سے باغ بنا دیں گے اور ابدی سرخروئی عطا فرمائیں گے۔ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ اللہ کی رضا، سب سے بڑی ہے اور رویت رب العالمین کا شرف حاصل ہو گا۔ محبوب رب العالمینؐ کی معیت نصیب ہو گی، ان کی شفاعت نصیب ہو گی۔ یہ اتنی بڑی نعمتیں ہیں کہ جن کا مقابلہ کوئی نعمت نہیں کر سکتی۔ یہ کفار و مشرکین کو حاصل نہیں ہوں گی۔ یہ مومنین قانتین کا حصہ ہیں۔

روح عالم بالا سے آئی ہے

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کہتے ہیں جب جان اس عالم فانی سے آزاد ہو گی، اس زندگی کے ڈھانچے سے روح الگ کر دی جائے گی۔ یہاں کی گاجروں مولیوں کے پلے ہوئے کثیف وجود سے جب لطیف روح کو علیحدہ کر دیا جائے گا تو وہ عالم بالا میں چلی جائے گی پھر اللہ تعالیٰ اسے نیا لطیف لفافہ عطا فرمائیں گے۔ اُس کے بعد شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں روح کو روح القدس سے جوڑیں گے۔ جس طرح مچھلی پانی کے لئے تڑپتی ہے یا جس طرح بچہ ماں کی گود میں جانے کے لئے لپکتا ہے، بلکتا ہے اور بعض اوقات جان دے ڈالتا ہے اور بچے کی ماں اتنی بے تاب ہوتی ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ رحمٰن ورحیم کی تشریح فرمایا کرتے تھے کہ باپ بچے کو تھپڑ لگا لیتا ہے کیونکہ وہ قوت برداشت رکھتا ہے۔ ماں مار تو بیٹھتی ہے لیکن اس کو خود بھی دکھ ہوتا ہے۔ باپ کا تھپڑ بچے کے منہ سے پہلے ماں کے دل پر پڑتا ہے۔

مسجد نبویؐ کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ مَنْ صَلّٰى فِيْ مَسْجِدِيْ اَرْبَعِيْنَ صَلٰوةً لَا تفوته صلوة كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ وَبَرَاءَةٌ مِّنَ النِّفَاقِ (الحدیث شریف) جو میری مسجد (مسجد نبویؐ) میں چالیس نمازیں ادا کرے میں اُس کی براءت کی ذمہ داری لیتا ہوں، وہ نہ جہنمی

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

اعلان کیا لیکن مجوزہ تاریخ کو مغربی پاکستان کے تمام شہروں میں کاروبار حسبِ معمول جاری رہا اور لاہور کے ایک ہفت روزہ کی اطلاع کے مطابق اس دن وہ ادارے بھی کھل گئے جو اتوار کو عموماً بند رہتے تھے۔ مشرقی پاکستان کی بابت ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

مندرجہ بالا دو ناکام ہڑتالوں سے یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ:۔

۱۔ مغربی پاکستان نیپ کے حلقۂ اثر سے باہر ہے اور یہاں پر بھاشانی صاحب کا اعلان "صدا بصحرا" کا مصداق بنا اور جماعتِ اسلامی دونوں حصوں میں غیر مؤثر اور نامقبول ہے اور مودودی صاحب کی پُر اسرار اسکیمیں تارِ عنکبوت ثابت ہو رہی ہیں۔

۲۔ پاکستانی عوام امریکی سامراج کے نظامِ سرمایہ داری اور کمیونزم و سوشلزم سے یکساں متنفر ہیں اور کسی بھی غیر اسلامی نظریہ کو بطور لائحہ عمل قبول کرنے کے لئے ہرگز آمادہ نہیں۔

۳۔ پاکستان کے کروڑوں باغیرت مسلمان نہ تو بھاشانی صاحب کے گوریلوں کو گھیراؤ جلاؤ کے ذریعہ ملک میں افراتفری اور غارت گری کی اجازت دیں گے اور نہ ہی مودودی صاحب کے ملازموں اور تنخواہ داروں کو فتنہ و فساد برپا کرنے کی چھٹی دیں گے۔

ان دو بے مقصد ہڑتالوں کے اعلانات کا جواب دے کر عوام الناس نے جس بے باکی، جرأت مندی اور حمیّت و غیرتِ اسلامی کا ثبوت دیا ہے لائقِ صد تحسین و تبریک ہے، درحقیقت یہ صورتِ حال قومی نظریات اور عوامی احساسات کا عکسِ جمیل ہے جسے دیکھ کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مودودی، بھاشانی دونوں شخصیات کے بارے میں ریفرنڈم ہو گیا ہے اور پوری قوم نے بالاتفاق ثابت کر دیا ہے کہ وہ مودودی اور بھاشانی کے حق میں نہیں ہے اور پاکستانی عوام دونوں کے خلاف ہیں وہ صرف اس سچے اسلام کے تابعدار اور پیروکار ہیں جو اسلاف سے ورثہ میں ملا ہے اور علمائے اسلام جس کے عملی نفاذ کے لئے بھرپور کوشش کر رہے ہیں۔

امریکی سفارتخانہ کی پُراسرار سرگرمیاں

معاصر عزیز روزنامہ ندائے ملت لاہور نے یہ خبر نمایاں طور سے شائع کی ہے جس کا عنوان ہے "امریکی سفارت خانہ پاکستان میں پی۔ ایل ۴۸۰ کا فنڈ ناجائز طور پر استعمال کر رہا ہے۔ تحقیقات کے دوران الزام ثابت ہو گیا۔"

اس خبر کے مندرجات ملاحظہ کرنے کے بعد اس بات کی ضرورت ہی باقی نہیں رہ جاتی کہ مزید تجزیہ کر کے پس منظر واضح کیا جائے اور جن لوگوں کے بارے میں ایک مدت سے انکشاف کیا جا رہا ہے کہ وہ امریکی یہودیوں کے سرمائے اور ان کی پشت پناہی سے پاکستان میں "پراسرار" خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اس کی صداقت میں شک و شبہ کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی ہے۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ نے آج سے کئی سال پیشتر جب الزام عائد کیا تھا کہ اس جماعت کو امریکی امداد مل رہی ہے تو اسے عدالت میں چیلنج کیا گیا لیکن مدعیوں نے از خود ہی مقدمہ واپس لے لیا۔ اسی گروہ کی طرف سے آج بھی علماءِ حق کے خلاف گمراہ کن پروپیگنڈے کا ایک طوفان برپا ہے اور اخبارات اور رسائل کے صفحات صرف اس جہاد کے لئے وقف ہیں کہ علماءِ اسلام کو ہر ممکن طریق سے بدنام کر کے ان کا عوامی اثر و رسوخ زائل کرنے کی کوشش کی جائے۔

یہ خدمات کس کی شہ پر بروئے کار آ رہی ہیں۔ اس کے لئے ندائے ملت کی اس خبر کا مطالعہ کافی ہے۔ حالانکہ ندائے ملت خود اس مہم میں شریک ہے جو علماءِ اسلام کو بدنام کرنے اور ان پر الزام تراشی کے لئے پورے زور و شور کے ساتھ چلائی جا رہی ہے۔ خبر ملاحظہ فرمائیے:۔

"کراچی ۸ اپریل (نمائندہ خصوصی) پاکستان میں امریکی سفارت خانہ پی۔ ایل ۴۸۰ کی رقوم ناجائز طور پر استعمال کر رہا ہے۔ اس بات کی تصدیق بعض سرکاری اداروں کی اس تفتیش کے دوران ہو گئی ہے جو اس ملک میں موجودہ انتخابی مہم کے دوران خاص طور پر اس قسم کے فنڈوں کے ناجائز طور پر استعمال کے بارے میں کی جا رہی ہے۔ تحقیقات و تفتیش سے ظاہر ہوا ہے کہ امریکی سفارتخانہ کے پی۔ ایل ۴۸۰ کے فنڈ سے پاکستانیوں کو ادائیگیاں کی گئی ہیں اس فنڈ سے تازہ ترین ادائیگیاں امریکی سیمنار میں حصہ لینے والوں کو کی گئی ہیں جن لوگوں کو یہ رقوم ملی ہیں ان میں صحافی، اساتذہ اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔ یہ سیمنار حکومت کی اجازت و علم کے بغیر ہوا تھا اور اس کے بارے میں تحقیقات جاری ہے۔

بعض معتبر ذرائع کے مطابق تحقیقات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آج کل امریکہ کے سفارتی نمائندے ملک کے دونوں حصوں میں بڑے سرگرم ہیں اور وہ اس سے پہلے کبھی بھی سرگرم نہیں ہوئے تھے۔ وہ زندگی کے مختلف شعبوں کے لوگوں کے ساتھ جن میں مختلف سیاسی جماعتوں کے کارکن بھی شامل ہیں باقاعدہ گہرا رابطہ قائم کر رہے ہیں۔

پاکستان میں امریکہ کے سفیر مسٹر فارلینڈ ذاتی طور پر اس بات کی تردید کر چکے ہیں، کہ پاکستان میں پی۔ ایل ۴۸۰ کا فنڈ ناجائز طور پر استعمال کیا جا رہا ہے یا امریکی سفارتی نمائندے پاکستان کے داخلی امور میں مداخلت کر رہے ہیں لیکن ملک کی سالمیّت و تحفظ کے بعض ذمہ داروں کے پاس ایسے واضح شواہد موجود ہیں جن سے ملک کے مختلف حلقوں کی طرف سے لگائے جانے والے الزامات کی تائید ہوتی ہے۔ باختیار ذرائع کے مطابق امریکی سفارتخانے کا منصوبہ ہے کہ انتخابات قریب آتے ہی وہ ملک کے دونوں حصوں میں اپنی سرگرمیاں تیز کر دیں گے۔ اب تک پاکستان کے اعلیٰ حکام امریکی سفارت خانوں کی یہ قابلِ اعتراض سرگرمیاں روکنے میں ناکام رہے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ پاکستان میں امریکہ کے سفارتی نمائندوں کو اپنی حکومت کی طرف سے عوام کے مختلف طبقوں کے قریب ہونے کی ہدایات مل چکی ہیں اور امریکی سفیر کے مختلف جگہوں کے دوروں اور ان دوروں کے دوران ان کے اعزاز میں تقریبات کے اہتمام کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

(روزنامہ ندائے ملت لاہور مورخہ ۹ اپریل ۱۹۷۰ء)

مراسلات

چند سوالات

۱- کیا اللہ تعالیٰ کبھی کبھی انبیاء کرام سے ایک دو گناہ سرزد کرا دیتا ہے تاکہ ان کی بشریت معلوم ہو سکے؟

۲- کیا انبیاء کرام غور و فکر کرنے کے بعد توحید پر پہنچتے ہیں اور ان کی توحید کسبی ہوتی ہے؟

۳- کیا دجال کے بارے میں حضورؐ کا اندیشہ قبل از وقت تھا؟

۴- کیا حضرت یونسؑ سے فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں کوتاہیاں ہو گئی تھیں؟

۵- کیا حضرت موسیٰؑ نے قبطی کو قتل کر کے بہت بڑا گناہ کیا تھا؟

۶- کیا حضرت ابراہیمؑ کسی وقت متلاشی حق تھے؟

۷- کیا صحابہ کرامؓ کو معیار حق نہ سمجھنا درست ہے؟

۸- کیا امہات المومنینؓ کو زبان دراز کہنا جائز ہے؟

۹- کیا حضرت عثمانؓ اقرباء نواز اور بددیانت تھے؟

۱۰- کیا حضرت معاویہؓ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنتوں کو بدل کر مکروہ ترین بدعتیں ایجاد کیا کرتے تھے اور حضرت علیؓ پر سب وشتم کیا کرتے تھے؟

۱۱- کیا عورت کو اسلامی سلطنت کا سربراہ بنانا جائز ہے؟

۱۲- کیا سجدۂ تلاوت بغیر وضو اور استقبال قبلہ کے جائز ہے؟

۱۳- کیا اضطراری حالت میں متعہ جائز ہے؟

۱۴- کیا دو جڑواں بہنوں کا نکاح ایک آدمی سے جائز ہے؟

۱۵- کیا داڑھی کو کٹوا کر قبضہ سے کم کر لینا جائز ہے؟

۱۶- کیا موجودہ معاشرہ میں شرعی سزاؤں کا نفاذ ظلم ہے؟

۱۷- کیا ملکیت کی تحدید جائز ہے؟

۱۸- کیا جو مرزائی مسلمانوں کو کافر نہ کہیں وہ مسلمان ہیں؟

۱۹- کیا لاہوری مرزائی مسلمان ہیں؟

(اگر ان سوالات کا جواب نفی میں ہے تو وضاحت فرمائیں کہ:-)

۲۰- جو جماعت مذکورہ بالا عقائد و نظریات کی حامل ہو وہ اسلامی نظام کے نفاذ کے دعویٰ میں مخلص ہو سکتی ہے؟ اور ایسی جماعت کے ساتھ تعاون کرنا اور اسے ووٹ دینا شرعاً جائز ہے؟

المستفسر
محمد تفضیل ہاشمی مدرس جامعہ فاروقیہ
شاہ نگر، چوبرجی لاہور

خطبہ جمعہ کے بعض مندرجات کا پس منظر کیا ہے

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ!

از راہِ کرم مندرجہ ذیل سوالات کا تحریری جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں:-

۱- نماز جمعہ سے قبل جو مطبوعہ خطبہ بالعموم پڑھا جاتا ہے اور جس میں یہ الفاظ ہیں وعلی الامامین الھمامین السعیدین الشھیدین ابی محمد ن الحسن و ابی عبداللہ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنھم و علی امھما سیدۃ النساء فاطمۃ الزھرا رضی اللہ تعالیٰ عنھا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اور خلفائے راشدین کے عہد میں یہ ہی خطبہ پڑھا جاتا تھا؟

۲- جو خطبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانے میں نماز جمعہ سے قبل پڑھے جاتے تھے وہی خطبے مسلمانوں کی مساجد میں کیوں نہیں پڑھے جاتے؟

۳- شمارہ (۱) میں جس خطبہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کا رواج کس سن ہجری سے ہوا؟ اور سب سے پہلے کس نے شروع کیا؟

۴- کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف دو ہی نواسے تھے، اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف ایک ہی بیٹی تھی؟

۵- مروجہ خطبے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باقی بیٹیوں اور نواسوں کے نام کیوں نہیں لئے جاتے؟

۶- کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں نواسے اور یہ ایک بیٹی رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے محترم دونوں چچاؤں سے افضل و بہتر تھے کہ خطبہ میں ان کا ذکر چچاؤں سے پہلے ہے؟

۷- خطبۂ مذکورہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے اسماء گرامی کیوں نہیں ہیں جبکہ وہ امہات المومنین ہیں اور حضرت فاطمہؓ کی بھی مائیں ہیں؟

۸- حضرات حسنین کو کس بناء پر اور کس نے امام تسلیم کیا ہے؟

۹- حضرت فاطمہؓ کو کس بناء پر سیدۃ النساء قرار دیا گیا ہے جب کہ اس خطاب کی مستحق امہات المومنین ہیں؟

۱۰- اگر خلفائے راشدین کے مسلک کے مطابق خطبے میں کسی کا بھی نام نہ لیا جائے تو کیا یہ خطبہ نامکمل رہے گا؟

امید ہے آپ ان سوالات کا جواب باصواب عنایت فرمائیں گے۔

احقر ایم نواز قریشی، شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔

حوالہ کی تصحیح

مکرمی ایڈیٹر صاحب!

۱۳ فروری کا شمارہ خدام الدین حج نمبر نگاہ سے گذرا جس میں ایک مضمون حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ کا بعنوان "حج کیا ہے؟" شائع ہوا۔ اس مضمون میں دو حوالے جو بائیبل مقدس سے دیئے گئے ہیں۔ پہلا حوالہ حضرت داؤدؑ کی زبور کا ہے۔ مزبور ص۸ کا ہے۔ دوسرا حوالہ استثناء باب ۲ درس ۲ کا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں یوں ہیں۔ پہلا مزبور ص۸۴ کا ہے اور دوسرا استثناء باب ۳۳ درس ۲ کا ہے۔ تصحیح فرما کر مشکور فرمائیں۔

محمد یوسف رحمانی
مدرس مدرسہ عربیہ اسلامیہ میاں چنوں ضلع ملتان

خطبہ جمعہ

مسلمان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے آداب

از: حضرت مولانا حافظ حمید اللہ صاحب مدظلہ ——— مرتبہ: حافظ عزیز الرحمٰن

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی: اَمَّا بَعْدُ:
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ:

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْھَرُوْا لَہٗ بِالْقَوْلِ کَجَھْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُکُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پہل نہ کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو۔ اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو جیساکہ تم ایک دوسرے سے کیا کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

یہ سورۂ حجرات کی ابتدائی آیتیں ہیں۔ ان میں اللہ تعالٰے نے مومنوں کو رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ معاملات اور برتاؤ کرنے کے آداب بتائے ہیں۔ جس طرح ملکی عدالتوں میں پیش ہونے کے قواعد و ضوابط ہیں مقدمہ درج کرانا ہو یا اپیل دائر کرنا ہو ہر ایک کے لئے مخصوص شرائط ہیں۔ ان کا لحاظ نہ کیا جائے تو عدالت ایسے مقدمات کو مسترد کر دیتی ہے اور بسا اوقات غیر قانونی حرکات توہینِ عدالت کے ضمن میں آ جاتی ہیں۔ اور وہ شخص جو ان حرکات کا مرتکب ہوتا ہے مستحق سزا قرار دیا جاتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالٰے نے کلام پاک میں وہ قوانین بیان کر دئے ہیں جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں پیش ہونے والے لوگوں پر واجب العمل ہیں۔

چنانچہ سورۂ حجرات کی ابتدائی آیات میں ان احکامات کو تفصیل سے بیان کر دیا گیا ہے۔ تاکہ ایمان کا دعوٰی کرنے والا اگر ان احکامات پر عمل پیرا ہوتا ہے تو وہ اپنے دعوٰی میں سچا ہے اور اگر وہ اس کسوٹی پر پورا نہیں اترتا تو اس کا زبانی دعوٰے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ وہ کسی جزاء و ثواب کا مستحق نہیں ہو گا۔ بلکہ اگر وہ ان آداب کو ملحوظ نہیں رکھتا جو شریعتِ اسلامیہ میں سرورِ کائنات (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ معاملات کے لئے خاص ہیں تو مستوجب سزا ہو گا اور اس کے اعمال خواہ کتنے ہی اچھے کیوں نہ ہوں اسے کوئی فائدہ نہیں دے سکیں گے اور وہ سب ضائع ہوں گے۔

قرآنِ حکیم میں انسان کے لئے انفرادی اجتماعی سبھی قسم کے آداب مقرر کر رکھے ہیں۔ پھر وہ گھریلو ہوں یا شہروالوں سے تعلق رکھتے ہوں یا پوری قوم کے معاملات کے لئے ہوں چنانچہ والدین کے آداب ہیں جو اولاد پر لازم ہیں کہ وہ ان سے ناراض نہ ہونے پائیں۔ ان کو کوئی ایسی بات یا ایسا عمل نہیں کرنا چاہیئے جس سے ان کے والدین ناراض ہو جائیں اور اگر کسی کوتاہی کی وجہ سے ناراضگی ہو گئی ہو تو ان سے معافی مانگ لیں اور انہیں راضی رکھیں۔ کیونکہ یہ شرعی ذمہ داری ہے جو اسلام نے اولاد پر عائد کر دی ہے کہ وہ ماں باپ کے ساتھ برتاؤ کرنے میں اس کو ملحوظِ خاطر رکھے۔

یہی حال تمام انفرادی اور شخصی معاملات کا ہے۔ ہر قدم اور ہر موڑ کے لئے شریعت نے آداب مقرر کر رکھے ہیں ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہے۔ دوسرا درجہ اجتماعی معاملات میں کبھی پورا نہیں اتر سکتا۔ دونوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اگر انفرادی معاملات درست ہوئے تو اجتماعی معاملات بھی درست ہوں گے۔

چنانچہ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس لیڈر کے یا کس پارٹی کے معاملات اپنے خالق کے ساتھ درست ہیں کون ہے جو خدا کے آخری پیغمبر حضورِ انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ معاملات میں پورا اترتا ہے۔ کیونکہ اگر اس شخص کا یا اس پارٹی کا معاملہ خدا اور اس کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ درست نہیں تو وہ مومن کہلانے کا مستحق نہیں، اسی معیار اور کسوٹی پر پیش آنے والے معاملات میں پرکھا جاتے تو اسلامی نظام کے قیام کی راہ ہموار ہی نہیں بلکہ آسان تر ہو جائے گی۔

محترم سامعین! کون نہیں جانتا کہ سود حرام قطعی ہے اور قرآن حکیم میں اس کو روکنے کے لئے کس قدر واضح احکام موجود ہیں۔ اس کی کوئی بھی صورت حلال نہیں۔ اب اگر ساری دنیا کے حکمران، علماء اور عوام مل کر بھی فتوئے دے دیں تو یہ حلال نہیں ہو سکتا کیونکہ اس کو قرآن کریم میں صراحتاً حرام کہا گیا ہے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے:۔

وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

ترجمہ: اور اللہ نے حلال قرار دیا بیع کو اور سود کو حرام قرار دیا۔

اب اس قطعی فیصلہ کے بعد کسی ترمیم کی گنجائش ہی نہیں ہو سکتی۔

قرآن حکیم میں جن چیزوں کو حرام کہا گیا ہے اور ان کی حرمت نص صریح سے بیان کی گئی ہے۔ ان میں کوئی استثناء نہیں کی جا سکتی۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے۔

حُرِّمَتْ عَلَیْکُمُ الْمَیْتَۃُ وَالدَّمُ

(الآیۃ) ان میں مردار، خون (دمِ مسفوح) وغیرہ کی حرمت کو بالتصریح بیان کیا گیا ہے۔ چنانچہ ان کی کوئی بھی صورت حلال نہیں قرار دی جا سکتی۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

قسط نمبر ۳

عصمت انبیاء علیہم السلام اور حرمت صحابہ کرام رضی اللہ عنہ

ایک حقیقت پسندانہ علمی تجزیہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدظلہ

اور قیامت تک کے لیے یہ اعلان فرمایا

اولٰئک کتب فی قلوبھم الایمان

وایدھم بروح منہ۔

یہی لوگ ہیں کہ اللہ نے لکھ دیا ان کے دل میں ایمان اور مدد دی ان کو اپنی خاص رحمت سے

ادھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرامؓ کے بے شمار فضائل بیان فرمائے بالخصوص خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر، حضرت عثمان ذی النورین حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل کی تو انتہا کردی۔ جس کثرت و شدت اور تواتر و تسلسل کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کے فضائل و مناقب ان کے مزایا و خصوصیات اور ان کے اندرونی اوصاف و کمالات کو بیان فرمایا۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے علم میں یہ بات لانا چاہتے تھے۔ کہ انھیں عام افراد امت پر قیاس کرنے کی غلطی نہ کی جائے۔ ان حضرات کا تعلق چونکہ براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ہے، اس لیے ان کی محبت عین محبت رسُول ہے اور ان کے حق میں ادنیٰ لب کشائی ناقابلِ معافی جرم فرمایا:-

اللہ اللہ فی اصحابی۔ اللہ اللہ فی اصحابی۔ لا تتخذوھم غرضًا من بعدی۔ فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد آذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہٗ۔ (ترمذی)

اللہ سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو۔ میرے صحابہ کے معاملہ میں۔ مکرر کہتا ہوں اللہ سے ڈرو، اللہ سے میرے صحابہ کے معاملہ میں ان کو میرے بعد ہدف تنقید نہ بنانا۔ کیونکہ جس نے ان سے، محبت کی تو میری محبت کی بناء پر، اور جس نے ان سے بغض کی تو مجھ سے بغض کی بناء پر جس نے ان کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑلے

امت کو اس بات سے بھی آگاہ فرمایا گیا کہ تم میں سے اعلیٰ سے اعلیٰ فرد کی بڑی سے بڑی نیکی ادنیٰ صحابی کی چھوٹی سے چھوٹی نیکی کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ اس لیے ان پر زبان تشنیع دراز کرنے کا حق امت کے کسی فرد کو حاصل نہیں۔ ارشاد ہے۔

لا تسبوا اصحابی، فلوان احدکم انفق مثل احدٍ ذھبًا ما بلغ مدّ احدھم ولا نصیفہ۔

(بخاری مسلم)

میرے صحابہ کو بُرا بھلا نہ کہو۔ کیونکہ تمہارا وزن ان کے مقابلہ میں اتنا بھی نہیں جتنا پہاڑ کے مقابلہ میں ایک تنکے کا ہوسکتا ہے۔ چنانچہ تم میں سے ایک شخص احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کردے تو ان کے ایک سیر جو کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس کے عشر عشیر کو۔

مقام صحابہ کی نزاکت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوسکتی ہے کہ امت کو اس بات کا پابند کیا گیا۔ کہ ان کی عیب جوئی کرنے والوں کو نہ صرف ملعون و مردود سمجھیں بلکہ برملا اس کا اظہار کریں فرمایا۔

اذا رایتم الذین یسبون اصحابی فقولوا لعنۃ اللہ علی شرکم۔

(ترمذی)

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو برا بھلا کہتے اور انھیں ہدف تنقید بناتے ہیں تو ان سے کہو تم میں سے (یعنی صحابہ اور ناقدین صحابہ میں سے جو برا ہے اس پر اللہ کی لعنت (ظاہر ہے کہ صحابہ کو بُرا بھلا کہنے والا ہی بدتر ہوگا)

حاشیہ ۱؎ اس اصول کے علاوہ جو مولانا محترم مدظلہم نے اس حدیث سے مستنبط کیا ہے اس حدیث پاک کے مفہوم و منطوق سے کئی اور اہم مسائل بھی مستنبط ہوتے ہیں۔ مختصراً ان کی طرف اشارہ کردینا مفید ہوگا۔

۱- حدیث میں "سَبّ" سے بازاری گالیاں دینا مراد نہیں بلکہ ہر ایسا تنقیدی کلمہ مراد ہے جو ان حضرات کے استخفاف میں کہا جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ پر تنقید اور نکتہ چینی جائز نہیں بلکہ وہ قائل کے ملعون و مطرود ہونے کی دلیل ہے۔

۲- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کو اس سے ایذا ہوتی ہے۔ (وقد صرح بہ بقولہ ومن اذاھم فقد آذنی) اور آپؐ کے قلب اطہر کو ایذا دینے میں حبط اعمال کا خطرہ ہے بقولہ تعالیٰ: ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون۔

۳- صحابہ کرامؓ کی مدافعت کرنا اور ناقدین کو جواب دینا ملت اسلامیہ کا فرض ہے۔ (فان الامر للوجوب)

۴- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ ناقدین صحابہؓ کو ایک ایک بات کا تفصیلی جواب دیا جائے کیونکہ اس سے جواب اور جواب الجواب کا ایک غیر مختتم سلسلہ چل نکلے گا۔ بلکہ یہ تلقین فرمائی کہ انھیں بس اصولی اور فیصلہ کن جواب دیا جائے اور وہ ہے لعنۃ اللہ علی شرکم

۵- "شرکم" اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ جو مشاکلت کے طور پر استعمال ہُوا ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقدین صحابہؓ کے لیے ایسا کنایہ استعمال فرمایا ہے کہ اگر وہ اس پر غور کریں تو ہمیشہ کے لیے تنقید صحابہؓ کے روگ کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ اتنی بات تو بالکل کھلی ہے کہ صحابہؓ کیسے ہی ہوں مگر تم سے تو اچھے ہی ہونگے۔ تم ہوا پر اڑ لو آسمان پر پہنچ جاؤ۔ سوبار مرکر جی لو مگر تم سے صحابی تو نہیں بنا جا سکے گا۔ تم آخر وہ آنکھ کہاں سے لاؤ گے

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

یہاں تمام احادیث کا استیعاب مقصود نہیں بلکہ کہنا یہ ہے کہ ان قرآنی ونبوی شہادتوں کے بعد بھی اگر کوئی شخص حضرات صحابہ کرام رض میں عیب نکالنے کی کوشش کرے تو اس بات سے قطع نظر کہ اس کا یہ طرزِ عمل قرآنِ کریم کے نصوصِ قطعیہ اور ارشاداتِ نبوت کے انکار کے مترادف ہے۔ یہ لازم آئے گا کہ حق تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو فرائض بحیثیت منصب نبوت کے عائد کئے تھے اور جن میں اعلیٰ ترین منصب تزکیہ نفوس کا تھا۔ گویا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فرضِ منصبی کی بجاآوری سے قاصر رہے اور تزکیہ نہ کر سکے اور یہ قرآنِ کریم کی صریح تکذیب ہے حق تعالیٰ تو ان کے تزکیہ کی تعریف فرمائے اور ہم انھیں مجروح کرنے میں مصروف رہیں۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے تزکیہ سے قاصر رہے تو گویا حق تعالیٰ نے آپ کا انتخاب صحیح نہیں فرمایا تھا۔ انا للہ۔ بات کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی ہے

(باقی آئندہ)

حاشیہ : صفحہ گزشتہ سے

جن نے جمال جہاں آرائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دیدار کیا؟ وہ کان کہاں سے لاؤگے جو کلماتِ نبوت سے مشرف ہوئے ہاں وہ دل کہاں سے لاؤگے جو انفاسِ مسیحائی محمدی سے زندہ ہوئے؟ وہ دماغ کہاں سے لاؤگے جو انوارِ مقدس سے مشرف ہوئے؟ تم وہ ہاتھ کہاں سے لاؤگے جو ایک بار بشرۂ محمدی سے مس ہوئے اور ساری عمر ان کی بوئے عنبریں نہیں گئی۔؟ تم وہ پاؤں کہاں سے لاؤگے جو معیت محمدی میں آبلہ پا ہوئے؟ تم وہ زمان کہاں سے لاؤگے جب آسمان زمین پر اتر آیا تھا؟ تم وہ مکان کہاں سے لاؤگے جہاں کونین کی سیادت جلوہ آرا تھی؟ تم وہ محفل کہاں سے لاؤگے جہاں سعادت دارین کی شراب طہور کے جام بھر بھر دیئے جاتے اور تشنہ کامانِ محبت "هل من مزيد" کا نعرۂ مستانہ لگا رہے تھے۔ تم وہ منظر کہاں سے لاؤگے جو كأني أرى الله عيانا کا کیف پیدا کرتا تھا۔ تم وہ مجلس کہاں سے لاؤگے جہاں كأنما على رؤوسنا الطير کا سماں بندھ جاتا تھا؟ تم وہ صدرنشین تختِ رسالت کہاں سے لاؤگے جس کی طرف هذا الأبيض المتكي سے اشارے کیے جاتے تھے؟ تم وہ شمیم عنبر کہاں سے لاؤگے جس کے ایک جھونکے سے مدینہ کے گلی کوچے معطر ہوجاتے تھے۔ تم وہ محبت کہاں سے لاؤگے جو دیدارِ محبوب میں خواب نیم شبی کو حرام کردیتی تھی۔ تم وہ ایمان کہاں سے لاؤگے جو ساری دنیا کو تج کر حاصل کیا جاتا تھا؟ تم وہ اعمال کہاں سے لاؤگے جو پیمانۂ نبوت سے ناپ ناپ کر ادا کئے جاتے تھے؟ تم وہ اخلاق کہاں سے لاؤگے جو آئینۂ محمدی سامنے رکھ کر سنوارے جاتے تھے؟ تم وہ رنگ کہاں سے لاؤگے جو "صبغۃ اللہ" کی بھٹی میں دیا جاتا تھا؟ تم وہ ادائیں کہاں سے لاؤگے جو دیکھنے والوں کو نیم لسبل بنا دیتی تھیں؟ تم وہ نماز کہاں سے لاؤگے جس کے امام نبیوں کے امام تھے؟ تم قدوسیوں کی وہ جماعت کیسے بن سکو گے۔ جس کے سردار رسولوں کے سردار تھے؟ تم میرے صحابہ کو لاکھ برا کہو مگر اپنے ضمیر کا دامن جھنجوڑ کر بتاؤ! اگر ان تمام سعادتوں کے بعد بھی میرے صحابہ بُرے ہیں تو کیا تم ان سے بدتر نہیں ہو؟ اگر وہ تنقید و ملامت کے مستحق ہیں تو کیا تم لعنت و غضب کے مستحق نہیں ہو۔ اگر تم میرے صحابہ کو بدنام کرتے ہو تو کیا میرا خدا تمہیں سرمحشر سب کے سامنے رسوا نہیں کرے گا؟ اگر تم میں انصاف و حیا کی کوئی رمق باقی ہے تو اپنے گریبان میں جھانکو اور میرے صحابہ کے بارے میں زبان بند کرو۔ اور اگر تمہارا ضمیر بالکل مسخ ہوچکا ہے تو بھری دنیا یہ فیصلہ کرے گی کہ میرے صحابہ پر تنقید کا حق ان کپوتوں کو حاصل ہونا چاہیئے؟

علامہ طیبی نے اسی حدیث کی شرح میں حضرت حسان کا ایک عجیب شعر نقل کیا ہے۔

أتهجوه ولست له بكفؤ
فشركما لخيركما فداء

(ترجمہ) کیا تو آپ کی ہجو کرتا ہے۔
جب کہ تو آپ کے برابر کا نہیں
ہے: بس تم دونوں میں کا
بدتر تمہارے بہتر پر قربان

۶۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تنقید صحابہ کا منشا ناقد کا نفسیاتی شر اور خبث و تکبر ہے آپ جب کسی شخص کے طرزِ عمل پر تنقید کرتے ہیں تو اس کا منشا یہ ہوتا ہے کہ کسی صفت میں وہ آپ کے نزدیک خود آپ کی اپنی ذات سے فروتر اور گھٹیا ہے اب جب کوئی شخص کسی صحابی کے بارے میں مثلاً یہ کہے گا کہ انہوں نے عدل و انصاف کے تقاضوں کو کما حقہٗ ادا نہیں کیا تھا تو اس کے معنی یہ ہونگے کہ اگر اس صحابیؓ کی جگہ یہ صاحب ہوتے تو عدل و انصاف کے تقاضوں کو زیادہ بہتر ادا کرتے گویا ان میں صحابی سے بڑھ کر صفت عدل موجود ہے یہ ہے تکبر کا وہ شر اور نفس کا وہ خبث جو تنقید صحابہ پر ابھارتا ہے اور آنحضرتؐ اسی "شر" کی اصلاح اس حدیث میں فرمانا چاہتے ہیں۔

۷۔ حدیث میں بحث و مجادلہ کا ادب بھی بتایا گیا ہے یعنی خصم کو براہِ راست خطاب کرتے ہوئے یہ نہ کہا جائے کہ تم پر لعنت! بلکہ یوں کہا جائے کہ تم دونوں میں جو بُرا ہو۔ اس پر لعنت! ظاہر ہے کہ یہ ایک ایسی منصفانہ بات ہے۔ جس پر سب کو متفق ہونا چاہیئے۔ اس میں کسی کے برہم ہونے کی گنجائش نہیں۔ اب رہا یہ قصہ کہ "تم دونوں میں بُرا" کا مصداق کون ہے؟ خود ناقد؟ یا جس پر وہ تنقید کرتا ہے؟ اس کا فیصلہ کوئی مشکل نہیں دونوں کے مجموعی حالات سامنے رکھ کر ہر معمولی عقل کا آدمی یہ نتیجہ آسانی سے نکال سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی برا ہوسکتا ہے یا اس کا خوش فہم ناقد؟

۸۔ حدیث میں فقولوا کا خطاب امت سے ہے۔ گویا ناقدین صحابہؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت نہیں سمجھتے۔ بلکہ انھیں امت کے مقابل فریق کی حیثیت سے کھڑا کرتے ہیں اور یہ ناقدین کے لیے شدید وعید ہے جیسا کہ بعض دوسرے معاصی پر فلیس منا کی وعید سنائی گئی ہے۔

۹۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جس طرح ناموسِ شریعت کا اہتمام تھا۔ اسی طرح ناموسِ صحابہ کی حفاظت کا بھی اہتمام تھا۔ کیونکہ ان ہی پر سارے دین کا مدار ہے۔

۱۰۔ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناقدین صحابہ کی جماعت بھی ان مارقین سے ہے جن سے جہاد باللسان کا حکم امت کو دیا گیا ہے۔ یہ مضمون کئی احادیث میں صراحۃً بھی آرہا ہے۔ (واللہ اعلم بالصواب مدیر)

علماء کرام کی اسلامی خدمات کا ایک جائزہ

اسلامی شریعت کانفرنس بنوں کا خطبہ استقبالیہ

محمد نور صدر استقبالیہ

حضرات علماء کرام! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ کانفرنس جمعیۃ علماء اسلام ضلع بنوں کی طرف سے منعقد کی جارہی ہے۔ اور اس کے ذریعے ایک بار پھر اس ربط و رشتہ کو محکم و استوار کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے جو علماء حق اور امت مسلمہ کے درمیان گزشتہ چودہ صدیوں سے چلا آرہا ہے جمعیۃ علماء اسلام برصغیر پاک و ہند میں اس رشتہ و ربط کا سب سے بڑا تاریخی مظہر ہے۔ یہ کانفرنس اس تاریخی مظہر کو اور درخشاں کرنے والی ہے۔

حضرات! علماء حق کی دینی مساعی تاریخ اسلام کا سب سے اہم اور روشن ترین باب ہے۔ اسلام کے مخالفین کی یورشوں اور امت مسلمہ کے داخلی فتنوں کے باوجود اسلامی تعلیمات اور کتاب اللہ اور سنت رسول کا چرچا و تذکرہ علماء دین کی حق کوشانہ مساعی کا ہی نتیجہ ہے۔

علماء حق کی جدوجہد کا باب صرف اتنے ہی پر ختم نہیں ہوجاتا بلکہ آیت کریمہ مندرجہ بالا کی روشنی میں دشمنان اسلام کی ان یلغاروں کے سامنے بھی سد سکندری بن کر دین کی خدمت علماء حق ہی کرتے رہے ہیں۔ دوسرے مسلمان ملکوں کی تاریخ سے قطع نظر پاک و ہند کی گزشتہ تاریخ ہی اس بات کی شہادت دے رہی ہے کہ حالات و تغیرات کے ہر موڑ پر اسلام اور مسلمانوں کی کشتی کے ناخدا بن کر علماء کرام ہی سامنے آئے۔ اس برصغیر میں غیر مسلموں کو دائرہ اسلام میں لانے کی عظیم ترین اور کامیاب کوششوں کے علاوہ علماء حق نے ان فتنوں کا بھی سرتوڑ مقابلہ کیا۔ جنکا منشا اللہ کے دین کو مسخ و محرف کرنا تھا۔ شہنشاہ اکبر کا "دین الٰہی" خارجیت و زندیقیت اور اعتزال و تشیع کے بعد جنم لینے والا سب سے بڑا گمراہ کن فتنہ تھا۔ لیکن اس کا مردانہ وار مقابلہ جسطرح حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور انکے رفقائے کار علماء کرام نے کیا۔ وہ دینی تاریخ کا نہ بھلائے جانے والا باب ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اس سرزمین پر علماء کرام نے باطل کے خلاف حق کا محاذ اس وقت سے قائم کر رکھا ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ مرزا مظہر جان جاناں اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہم اللہ اجمعین نے اس محاذ کو اتنا ہمہ گیر و وسیع تر بنا دیا۔ کہ اس نے نہ صرف پاک و ہند میں بلکہ شام و روم، عرب و ایران اور ایشیا و افریقہ کے ہر حصہ میں مخالف اسلام طاقتوں کے حملوں کا مقابلہ کیا گیا۔ حتیٰ کہ تیرھویں صدی ہجری کے وسط میں علمائے حق کی جماعت نے حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں سکھوں اور انگریزوں کی مسلم کشی کے خلاف علم جہاد بلند کیا۔ اور اس صدی کے آخر میں حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ کی سربراہی میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی اور حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نے علماء حق کی جماعت کے ساتھ انگریزی یلغار کے خلاف معرکۂ جہاد قائم کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کا بیشتر حصہ علماء دین کی قیادت میں لڑا گیا۔

انگریزوں کے قبضہ اور تسلط کیخلاف حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور انکے عظیم تلامذہ بالخصوص حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں علمائے دیوبند اور ان سے وابستہ افراد نے جو کارنامے انجام دیئے وہ مسلمانوں کی تاریخ حریت کا سنہری باب ہیں

حصول پاکستان کی جدوجہد میں شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے رفقاء علماء دین نے جو حصہ لیا تھا۔ اس کی اہمیت کا کون انکار کرسکتا ہے۔ قائدین احرار بالخصوص حضرت مولانا سید عطا اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی ان خدمات کو بھی ہرگز نہیں بھلایا جاسکتا جو آپ نے برطانوی تسلط اور فتنۂ ارتداد کے خلاف پاک و ہند کے طول و عرض میں انجام دیں۔

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحبؒ کی ۴۰ سالہ حق کوشانہ خدمات کو کوئی بھی فراموش نہیں کرسکتا۔

اسی طرح مشرقی پاکستان کے علماء کرام بالخصوص حضرت مولانا شریعت اللہ صاحب اور ان کے رفقاء کی دینی خدمات تاریخ پاک و ہند کا نہ مٹنے والا باب ہیں۔ اور حق تو یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی چودہ سو سالہ تاریخ کے ہر صفحہ پر علمائے دین کی چھاپ موجود ہے۔

عقیدۂ توحید کی تبلیغ و حفاظت سے لے کر کتاب و سنت کے احکام کے اعلاء، عقیدۂ ختم نبوت و عصمت انبیاء کے تحفظ، عظمت صحابہ کے دفاع اور حریت ملی کی جدوجہد تک ہر راہ میں پیش پیش علماء کرام ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ حق کی یہی وہ کڑی ہے۔ جس نے امت مسلمہ کو علمائے حق کے نہ ٹوٹ سکنے والے رشتہ میں باندھ رکھا ہے۔ جمعیۃ علماء اسلام، علماء حق اور اسلاف کرام کے اس ماضی کی علمبردار ہے وہ خالص اسلام کو نافذ کرانا چاہتی ہے۔ اس کی اگر کسی سے دوستی ہے۔ تو صرف اسلام کے لیے اور دشمنی ہے تو صرف اسلام کے لیے۔

آج اس ملک میں اسلام اور مسلمان عوام کے مسائل ایک نہایت ہی نازک دور سے گزر رہے ہیں۔ ہم تاریخ کے اس فیصلہ کن موڑ پر آپہنچے ہیں۔ ہمارا گرد و پیش خطرات سے پُر ہورہا ہے۔ اسلام کی دشمن طاقتیں کشمیر سے فلسطین و قبرص تک مسلمانوں کے خلاف معاندانہ کارروائیوں اور سازشوں میں سرگرمی کے ساتھ مصروف ہیں اور مسلمانوں کے اندر دین کی تحریف کرنے والے، علماء حق اور اسلام کی عظمتوں کو ختم کرنے اور صحابہؓ کرام کے وقار کو مجروح کردینے والے فتنے سر اٹھائے ہوئے ہیں الحاد و بے دینی کے سامراجی و اشتراکی فتنے بھی جڑ پکڑ رہے ہیں۔ نئی مسلمان نسل اضطراب و بے یقینی کے گرداب میں پھنستی چلی جارہی ہے۔ اور ہر طرف تاریکیوں کے سائے بڑھ رہے ہیں۔

پاکستان کے قیام کو آج ۲۳ سال

باقی ص ۱۲ پر

حالات و واقعات

گذشتہ ۶ سے پیوستہ

حضرت مولانا عبدالغفور مدنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت مولانا ادریس انصاری خلیفہ مجاز حضرت مولانا عبدالغفور مدنی

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ

حضرت گنگوہی کے نہایت احترام کے ساتھ تذکرے فرماتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ یہ واقعہ سنایا :-

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی خدمت میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا۔ حضرت جی! جس جگہ شادی کرنا چاہتا ہوں۔ وہ لوگ کسی صورت میرا رشتہ قبول نہیں کرتے سب کے سب مخالف ہیں۔ مجھے کوئی ایسا تعویذ دے دیں جس سے راضی ہوجائیں۔ حضرتؒ نے فرمایا مجھے اس قسم کا تعویذ نہیں آتا۔ اس نے اصرار کیا آخر حضرت نے حسن نظر کے لیے اسکو تعویذ لکھ کر دے دیا تعویذ لے کر یہ شخص آیا اور رشتہ کی تحریک کی تو سب راضی ہوگئے اور شادی ہوگئی لوگوں نے اس سے اس انقلاب کے متعلق دریافت کیا کہ آخر کیا بات ہوگئی کہ سب راضی ہوگئے۔ اس نے کہا میں مولانا صاحب سے تعویذ لے کر آیا تھا۔ اس کا اثر ہے ایک ان میں سے کہنے لگا۔ کہ بڑا زبردست تعویذ ہے۔ لاؤ وہ تعویذ ہمیں دکھا کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے۔ تعویذ لے کر اس کو کھولا تو یہ لکھا ہوا تھا

"یا اللہ میں جانتا نہیں یہ مانتا
نہیں۔ یہ تیرا بندہ ہے۔ تُو
جانے اور تیرا کام جانے"

تعویذ پڑھ کر لوگ حیران رہ گئے۔ یہ واقعہ سن کر حضرت صاحب نے فرمایا۔ مولانا گنگوہی نے سب سے بہتر تدبیر کی کہ سائل کو اللہ کے حوالے کردیا اور یہی سب سے بڑا تعویذ ہے۔

شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہٗ

تیسرے سال کی بات ہے کہ حضرت شیخ الحدیث بہت زیادہ علیل تھے — سہارنپور سے حضرت شیخ نے مجھے خط لکھا کہ یہ معلوم کرکے بہت خوشی ہوئی کہ حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ادام اللہ فیوضہٗ بسلسلۂ علاج کراچی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اگر جانا ہو تو ان کی خدمت میں سلام مسنون کے بعد میری طرف سے مزاج پرسی کردیں۔ میں مولانا صاحب کی صحت کے لیے دعائیں کررہا ہوں۔ اور میرے لیے مولانا کی خدمت میں دعا کے لیے درخواست کردیں۔ راقم الحروف جب کراچی گیا تو حضرت صاحب دھراجی کالونی میں مقیم تھے۔ حضرت صاحب بیماری کی وجہ سے نہایت کمزور تھے۔ اسلیے لیٹے ہوئے تھے۔ میں نے حضرت شیخ کا سلام اور پیغام پہنچایا تو اٹھ کر بیٹھ گئے۔ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے دیر تک دعا فرماتے رہے اور فرمایا مولانا زکریا صاحب مجھ سے بہت محبت فرماتے ہیں۔ جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو باوجود معذوری کے بڑی تکلیف سے میرے مکان کی چوتھی منزل پر تشریف لائے اللہ تعالیٰ ان کی حیات میں برکت فرمائیں۔ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے۔ مولانا زکریا صاحب اس وقت ہندوستان کے صاحب ارشاد ہیں۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح

میرے حضرت قریشی نوراللہ مرقدہ کے پاس دہلی میں ایک شخص آئے انھوں نے بیعت کے لیے کہا تو حضرت رح نے فرمایا تم کسی سے بیعت بھی ہو۔ انھوں نے کہا حضرت مولانا حسین احمد مدنی رح سے بیعت ہوں! میرے حضرت نے فرمایا، پھر کیا ضرورت ہے۔ مولانا مدنیؒ ایسی شخصیت ہیں کہ ان کے چہرے کی طرف دیکھنا بھی عبادت ہے۔

دینی ترقی و تنزل کے اسباب

کے متعلق فرمایا۔ پہلے زمانہ میں اُمت کا ہر طبقہ دین کی خدمت میں لگا ہوا تھا۔ امراء و سلاطین مالی خدمت کرتے تھے۔ علماء کتاب و سنت پڑھاتے تھے۔ اور صلحاء کتاب و سنت پر عمل سکھاتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ دین روز بروز ترقی کررہا تھا۔ اور آج ہر طبقہ اپنی اپنی کوتاہیوں کی وجہ سے دین و اسلام کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ اور ہر طبقہ ایک دوسرے سے متنفر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین روز بروز گھٹتا چلا جارہا ہے۔ امراء و سلاطین کو علماء سے نفرت ہے۔ علماء سے صلحاء کو اور صلحاء سے علماء کو۔

فرمایا: میں الحمدللہ ہر مسلمان کو اپنے سے اونچا سمجھتا ہوں اور کسی کو حقیر نہیں سمجھتا ہوں۔ مومن مومن کے لیے آئینہ ہے کسی کو حقیر نہ سمجھو۔ مقصود اصلاح ہے۔ تحقیر نہیں

علماء صلحاء کا اور صلحاء علماء کا اکرام کریں

فرمایا: کس قدر افسوس ہے اس زمانہ کے علماء پر اور صلحاء پر کہ ایک دوسرے کا اکرام نہیں کرتے۔ حالانکہ پہلے زمانہ کے علماء کا یہ طریقہ تھا کہ اگر کوئی شخص کسی عالم سے مسئلہ پوچھنے آتا تو دریافت فرماتے تم کہاں سے آئے ہو۔ جب وہ بتلاتا کہ فلاں جگہ سے تو وہ عالم فرماتے کہ تمہارے محلہ میں تو مجھ سے بڑا فلاں عالم ہے۔ تم اس سے مسئلہ پوچھو اور جب کسی بزرگ سے کوئی بیعت ہونے کو آتا تو فرماتے کہ فلاں بزرگ مجھ سے زیادہ صاحب نسبت ہیں۔ ان سے بیعت ہو۔

علماء و صلحاء کا فرق

میں سب علماء کا احترام کرتا ہوں۔ اصلاح کے لیے عرض کرتا ہوں۔ خدانخواستہ ذلت مقصود نہیں۔ ہارون الرشید کے زمانہ میں بغداد علماء اور صلحاء کا مرکز بنا ہوا تھا۔ مگر آپس میں طبقاتی اختلافات زوروں پر تھے۔ ہارون الرشید نے سوچا۔ دونوں طبقوں کی آزمائش کروں۔ چنانچہ فقراء کی دعوت بھی کی اور علماء کی بھی۔ خود دروازہ پر کھڑا ہوگیا۔

دربان کو حکم دیا کہ پہلے علماء کو بھیجو۔ حکم کی تعمیل ہوئی اور ایک ایک عالم آنے لگے ہارون الرشید دروازہ پر ان سے ملاقات کرتا اور دریافت کرتا کہ آپ میں سب سے بڑا عالم کون ہے تو ہر ایک عالم اپنے کو بڑا ثابت کرنے کی کوشش کرتا اور کہتا عالیجاہ! میں فلسفہ کا عالم ہوں۔ شرعیات اور طبعیات اور ریاضیات کا ماہر ہوں۔ غرضیکہ سب عالم آئے اور سب نے خود کو سب سے افضل ظاہر کیا۔ پھر فقراء کو بلایا اور ان سے دریافت کیا کہ آپ میں سب سے بڑا فقیر کون ہے ان میں سے سب نے یہی جواب دیا کہ میرے بعد آنے والا مجھ سے بہتر ہے۔ سب سے آخر آنے والے فقیر سے دریافت کیا کہ تم میں سب سے افضل کون ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ہم سب میں بڑے وہی تھے جو سب سے پہلے آپ کے پاس آئے۔ ہارون الرشید نے کہا عجیب بات ہے پہلے آنے والے کہتے ہیں کہ پیچھے آرہا ہے اور پیچھے آنے والا کہتا ہے جو پہلے گزر گیا۔ فقیر نے جواب دیا تمہیں معلوم نہیں کہ خادم پیچھے آیا کرتا ہے۔ اب ہارون الرشید کو معلوم ہوگیا کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ یہ واقعہ سُناکر ارشاد فرمایا۔ علم کے ساتھ طریقت بھی ہو تو نورٌ علیٰ نُور ہے۔ مگر طریقت میں ادب و اعتقاد کی ضرورت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ادبنی اللہ تعالیٰ فاحسن تادیبی

یعنی مجھے میرے رب نے ادب سکھایا۔ بہت اچھا ادب سکھایا اور مجھے بہت اچھا ادب والا بنا دیا۔ حضورؐ سے خلفا نے ادب سیکھا اور ان سے صوفیاء کرام نے ادب سیکھا اور شریعت میں تعلیم ہی ادب کی ہے۔ "الدین کلہ ادب"، کعبہ کا ادب، والدین کا ادب، استاد کا ادب ہے۔ ؎

از خدا خواہیم توفیق ادب
بے ادب محروم گشت از فضل رب

(ترجمہ) اللہ سے ہم ادب کی توفیق مانگتے ہیں۔ جو بے ادب ہے۔ وہ فضل الٰہی سے محروم ہے ؎

ادب تاجیست از لطف الٰہی
بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

(ترجمہ) ادب لطف الٰہی کا ایک ایسا تاج ہے جس کو سر پر رکھ کر جہاں جاؤگے کامیاب رہوگے۔ اور فرمایا ادب بڑی چیز ہے۔ حضرت محمد ابن قاسم امام مالکؒ کے پاس بائیس سال رہے۔ امام صاحبؒ نے اٹھارہ سال تک انھیں آداب سکھائے اور دو سال علم سکھایا۔ حضرت محمد ابن قاسم فرمایا کرتے تھے۔ کاش دو سال بھی ادب سکھانے میں گزار دیتے

اعتقاد کی برکت

پھر ایک واقعہ سنایا۔ کہ ایک شخص پیر کامل کی تلاش میں تھا اور کمال کا معیار اس کے ذہن میں یہ تھا کہ پیر سید بھی ہو۔ عالم بھی ہو۔ خوبصورت بھی ہو اور کامل بھی ہو۔ بہت تلاش کی مگر ایسا جامع صفات پیر اس کو نہ ملا۔ بالآخر تھک کر اس نے اپنے دل میں یہ فیصلہ کیا کہ آج صبح سویرے سویرے نکلوں گا اور جو بھی سب سے ملے گا۔ اس کو پیر بنالونگا۔ دیکھا خیالات کی جولانی یا ایسے پیر کی تلاش یا معیار گرایا تو اتنا گرایا۔ بہرحال صبح سویرے جو نکلا ایک ڈاکو ڈاکہ ڈال کر واپس آرہا تھا۔ اسکو دیکھ کر پکڑ لیا اور کہا حضور مجھے اپنا مرید بنالیں۔ اس نے عذر کیا کہ میں اس قابل کہاں ہوں۔ اس نے اس کو کسر نفسی پر محمول کرکے پھر کہا کہ نہیں حضور مجھے ضرور مرید بنالیجئے۔ اس نے پھر انکار کیا۔ غرضیکہ ادھر سے اصرار بڑھا۔ ادھر سے انکار۔ اور جتنا وہ انکار کرتا تھا۔ اتنا ہی اس کا اعتقاد بڑھتا تھا۔ آخر جب ڈاکو نے دیکھا۔ کہ یہ پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہے۔ اور اس کو اپنی گرفتاری کا ڈر ہوا۔ تو اس نے کہا اچھا جاؤ تم ہمارے مرید ہو اور ایک قریبی مسجد کی طرف اشارہ کرکے کہاکہ جاؤ وضو کرکے نماز پڑھو اور جب تک ہم آواز نہ دیں سجدے سے سر نہ اٹھانا۔ طلب صادق تھی اور یقین پختہ عمل کیا اور سجدے میں پڑے پڑے تین دن گزار دیئے۔ کیونکہ ڈاکو تو پیچھا چھڑا کر چلتا بنا۔ آواز کون دیتا آخر اس کی طلب اور اعتقاد پر خدا تعالےٰ کو رحم آیا اور اس ڈاکو کو آواز آئی کہ جاؤ اس شخص کو اٹھاؤ۔ آج اس کو تین دن ہوگئے ہیں سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔ یہ آواز سن کر ڈاکو وہاں آیا اور دیکھا کہ وہ بدستور سجدہ میں پڑا ہوا ہے۔ اس نے آواز دی کہ سر اٹھاؤ۔ اس نے شیخ کی آواز سن کر سر اٹھایا۔ اب شیخ کو الٹا مرید سے اعتقاد ہوگیا اور اللہ تعالیٰ دونوں کو اپنے کرم سے نواز دیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس راہ میں اعتقاد سب سے بڑا رکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جن کو اعتقاد تھا۔ باہر سے آکر کامیاب ہوگئے اور جن کو اعتقاد نہیں تھا۔ وہ مکہ میں رہ کر ناکام رہے۔ کسی نے خوب کہا ہے ؎

حسن ز بصرہ بلال از حبش صہیب از روم
ز خاک مکہ ابوجہل ایں چہ بوالعجبی است

(ترجمہ) حسن بصرہ کے رہنے والے، بلال حبش کے رہنے والے صہیب، روم کے رہنے والے اولیاء بن گئے۔ مگر ابوجہل کا اعتقاد نہ تھا محروم رہا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے۔

سلمان منا من اهل البیت :

سلیمانؓ فارس کے رہنے والے ہیں مگر حضور ان کے متعلق فرماتے ہیں سلمان منا۔ من اهل البیت۔ آپ حضرت سلمانؓ کو اہل بیت میں شمار فرماتے ہیں۔ یہ سب اعتقاد کی برکت ہے۔

بقیہ: خطبہ استقبالیہ

گزر گئے ہیں۔ لیکن ہمارے کانوں میں اس نعرہ کی آواز آج بھی گونج رہی ہے۔ کہ پاکستان کا مطلب کیا؟ لا إلٰہ الا اللہ اس نعرہ کا ظہور کب ہوگا۔ تقریباً رُبع صدی کا تجربہ اس پر شاہد ہے۔ کہ یہ نعرہ صرف نعرہ ہی تھا۔ ہم کسی بدگمانی میں نہیں پڑنا چاہتے۔ اگر اربابِ حکومت آج بھی ان اعلانات کو عملی جامہ پہنانے کا ارادہ کرلیں تو "چشم ما روشن دل ما شاد" ہمیں تو نہ حکومت پر قبضہ حاصل کرنا ہے نہ عہدوں اور منصبوں کی ضرورت ہے لیکن اگر پاکستان کا بنیادی مقصد حاصل نہیں ہورہا اور نہ ازیں حالات اس کی توقع کی جاسکتی ہے تو ضرورت ہے کہ علماء حق اپنے فرائض منصبی کو پہچانتے ہوئے عمل میں آئیں۔ اور جمعیۃ علمآ اسلام کے پروگراموں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اپنے جملہ وسائل کو بروئے کار لاکر پاکستان میں اسلامی اقدار کے احیآ کی کوشش تیز کردیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہوگا۔ ان ہولناک اندھیروں میں امتِ مسلمہ کو ان چراغوں کی ہی تلاش ہے۔ جنہیں ماضی میں علماء حق نے روشن کیا۔ آج بھی ان ہی چراغوں کی روشنی سے ان تمام تاریکیوں کو ہٹایا جاسکتا ہے اور بجا طور پر مسلمانانِ پاکستان کی نظریں علماءدین کے رہنمایانہ اقدام کی طرف لگی ہوئی ہیں۔

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

ایک مجاہد صوفی جس نے تعلیماتِ شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو زندہ کیا

شیخ بشیر احمد بی اے لدھیانوی جنرل سیکرٹری ولی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور

حضرت مولانا احمد علی ارفع اللہ مقامہٗ مفسرِ قرآن ہی نہیں مجاہد فی سبیل اللہ بھی تھے۔ راقم الحروف کو ان سے ۱۹۲۷ء سے شرفِ تلمذ حاصل ہے اور ان ہی کے انتخاب اور اشارے سے ان کے استاذِ مکرم حضرت مولانا عبیداللہ سندھی اعلی اللہ درجاتہٗ کی جوتیاں سیدھی کرنے کا فخر حاصل ہوا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ تعالیٰ دیوبندی مسلک کے اُس سچے التصب کے رکن تھے جس کے امام حکیم الملت امام ولی اللہ دہلویؒ تھے۔ ان کی تحریک کے خادموں نے آخری دور میں دیوبند میں درسگاہ قائم کی تو اس کا ایک خاص مقصد اور ایک معین مسلک تھا — حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ کے ایماء سے مولانا سندھیؒ نے دیوبند میں جمعیۃ الانصار قائم کی اور پھر دہلی میں قرآن حکیم کی حکیمانہ تدریس کے لئے "نظارۃ المعارف" نام کی درسگاہ قائم کی۔ مولانا احمد علی اعلی اللہ مقامہٗ نے وہیں تعلیم پائی اور جب حضرت شیخ الہندؒ کے حکم سے ۱۹۱۵ء میں مولانا سندھیؒ کابل تشریف لے گئے تو مولانا احمد علیؒ ہی اس کے سربراہ بنے۔ اس کے بعد مولانا سندھیؒ نے مولانا شیخ الہندؒ کے پروگرام کی تکمیل میں جو کچھ کیا اس کے بعض حصوں میں مولانا احمد علیؒ بھی ان کے ساتھ شریک رہے۔ اس لئے حکومت برطانیہ کے معتوب رہے۔ اس عتاب کا نتیجہ تھا کہ مولانا رحمہ اللہ عرصہ تک لاہور میں "مقید" رہے۔ یہاں انہوں نے نظارۃ المعارف کی طرز پر قرآن حکیم کا حکیمانہ درس دینا شروع کیا جو اتنا مقبول ہوا کہ لاہور کا تعلیم یافتہ طبقہ اُن کی طرف کھنچ کھنچ کر آنے لگے۔ رفتہ رفتہ دوسری مساجد میں بھی درس قرآن حکیم کا رواج ہو گیا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے درس کی خوبی یہ تھی کہ آپ فلسفہ ولی اللّٰہی کو تشریح قرآن حکیم میں اس طرح سمو دیا کرتے تھے کہ مغربی تعلیم یافتہ نوجوان طبقہ اسے اچھی طرح اخذ کر سکتا تھا یہی وہ طرز تھا جسے بقول مولانا سندھیؒ مولانا شیخ الہندؒ نے تدریسِ حدیث میں اختیار فرما رکھا تھا۔ مولانا رحمۃ اللہ علیہ خاص خاص شائقین کو "حجۃ اللہ البالغہ" کا درس بھی دیا کرتے تھے، جس کے آپ مولانا سندھیؒ کے بعد خاص طور پر ماہر تھے۔ افسوس ہے کہ اب اس کتاب کو پورے استفادہ کے ساتھ پڑھانے والا ہماری نظر میں کوئی نہیں رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ان کی وفات سے صرف ایک مفسر قرآن ہی نہیں اٹھ گیا بلکہ حکمتِ قرآن کا ایک ماہر جاتا رہا۔

حقیقت یہ ہے کہ اس حکمت اور سائنس کے دور کے زعیم اور قائد امام ولی اللہ دہلویؒ ہی تھے جنہوں نے اٹھارھویں صدی عیسوی کے شروع میں، جب دنیا سے مطلق العنان بادشاہت اُٹھنے لگی تھی اور جمہوریت کا آغاز ہونے والا تھا اور جدید سائنس نے مادہ پرستی کے زیر اثر انسانی سیاست، انسانی اقتصادیات، انسانی معاشرت اور انسانی اخلاقیات کی جڑیں کھوکھلی کر دینے کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ قرآن حکیم کی تصریحات اور قرنِ اوّل کی تشریحات کے مطابق دنیا کو ایک ایسے فلسفے سے روشناس کرایا جس نے طبیعیات جدیدہ کو بھی شرمندہ کر دیا۔ انہوں نے مادے کی نئی تشریح کی۔ سیاسیات کی بنیاد تاریخ اسلام کے قرنِ اوّل کی تعلیمات کے مطابق باہمی مشورے پر رکھی۔ اقتصادیات کو مادہ پرستی سے الگ کیا۔ تاریخ انسانیت کو نئی ترجمانی دی۔ اخلاقیات کی بنیاد یونانیات سے الگ ہٹ کر قرآنی حکمت پر رکھی۔ اور معاشریات کی ایسی نئی ترجمانی کی جس تک جدید سوشیالوجی بھی نہیں پہنچی۔ انہوں نے مادے اور ذاتِ باری میں ایک ایسا سائنٹفک ربط دکھایا جس نے طبیعیاتِ جدیدہ کو بہت سی نئی راہیں سجھا دی ہیں اور سیاسیات کی بنیاد انقلاب پر رکھی ہے اور اس طرح سرمایہ داری سے الگ کرکے اس کے ڈانڈے قرنِ اول سے ملا دیے ہیں۔

یہ وہ نئی حکمت تھی جس کی تدریس کے لئے دیوبند کی درسگاہ قائم کی گئی تھی۔ یہ وہ سیاست تھی جسے چلانے کے لئے مولانا شیخ الہندؒ نے انقلابی تحریک کا آغاز کیا تھا اور جس میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ نے مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو شریک کیا تھا۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نرے مدرس نہیں تھے بلکہ سلوک و تصوف کے غوامض کے بھی حامل تھے جس کی بنیاد انقلابی تصورات اور ولی اللّٰہی حکمت پر تھی۔ امام ولی اللہ دہلویؒ نے تصوف کو فراریت (ESCAPISM) سے نکال کر انقلابی بنیادوں پر استوار کیا اور اس میں لطیفہ جوارح کا اضافہ کرکے اسے انسان کی عملی زندگی کا محور بنا دیا مولانا احمد علیؒ اس انقلابی تصوف کے حامل تھے جو انہوں نے حضرت مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے توسط سے اپنے مشائخ رحمہم اللہ سے لیا۔ یہ تصوف، وحدت الوجود اور وحدت الشہود دونوں کی صحیح ترجمانی کرتا ہے اور اگر حکمت ولی اللّٰہی کی روشنی میں مطالعہ اور مشاہدہ کیا جائے، تو یہ تصوف، جس کے داعی اور عامل مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا احمد علی اعلی اللہ مقامہما تھے حکمیات جدیدہ کے لئے ایک نیا میدانِ تحقیقات پیش کرتا ہے۔

مولانا سندھیؒ اور مولانا احمد علیؒ کی

ذات سے ایک نئے سائنٹفک اور انقلابی تصوّف کا تصوّر قائم ہوا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اب آئندہ نوعِ انسانی کی فلاح اس میں ہے کہ تصوّف کو سائنٹفک بنیادوں پر استوار کیا جائے اور سائنس دان تصوف کو سائنس کی روشنی میں عمل میں لائیں۔ پاکستان کے لئے یہ ایک نیا تصوّر ہے۔ اگر وہ اس راہِ سلوک پر گامزن ہو۔ تو امام ولی اللہ دہلویؒ اس کی رہنمائی کریں گے اور اس کے لئے تاریخ اسلام کے بہترین دور۔ قرنِ اوّل۔ کے وہ تمام اخلاقی اور روحانی حقائق واشگاف ہو جائیں گے جنہیں اختیار کرکے وہ اقوامِ عالم میں اپنے لئے بلندترین مقام پیدا کر سکتا ہے۔ امام ولی اللہ دہلویؒ نے اس سلسلے میں اپنی بیش قیمت تصنیفات خیر کثیر، سطعات، ہمعات اور تفہیماتِ الٰہیہ میں اتنی سیر حاصل معلومات جمع کر دی ہیں کہ ایک سائنس دان کی پوری تسلّی ہو سکتی ہے اور جو سالک اس فن کو سائنٹفک رنگ میں پیش کرنا چاہے، وہ اس تصوّف اور جدید سائنس کے مطالعے کو جمع کر سکتا ہے

حضرت مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ وہ کارنامہ ہے جس کی تکمیل میں حضرت مولانا احمد علی اعلی اللہ مقامہ ساری عمر لگے رہے۔ ان کی تفسیر قرآن حکیم، اُن کی تدریس کتاب اللہ، ان کی تکمیل سلوک سب کا محور یہی انقلابی تصوّر تھا۔ جس طرح امام غزالیؒ نے اپنے زمانے میں یونانیات کے پھیلائے ہوئے زہر کا مقابلہ انہی حربوں سے کیا تھا جو یونانی علوم و فنون کے ماہرین استعمال کرتے تھے۔ ضرورت ہے کہ آج اسلام اور قرآن حکیم کی خدمت کے لئے اور هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ (۹ : ۳۳) میں معین کردہ مقصد کے حصول کے لئے یہی راہ اختیار کی جائے جس پر مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ عمر بھر گامزن رہے۔ خوش قسمتی سے یہ راہ نامانوس اور نامعلوم نہیں ہے بلکہ اس راہِ ہدایت کی ہر منزل کی نشاندہی امام ولی اللہ دہلویؒ کر گئے ہیں۔ کاش ہمارے صوفیاء کرام اور مسلمان سائنس دان اس راہ پر گامزن ہو کر اللہ تعالیٰ کا نام بلند کریں۔ خدا تعالےٰ حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی مجاہدانہ خدمات کے لئے اعلیٰ علییین میں بلند مقام عطا فرمائے اور ہمیں ان کی زندگی کے مشن کی خدمت کرنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین

بقیہ : احادیث الرسولؐ

اے اللہ! تُو ہی میرا رب (یعنی مالک و مولیٰ) ہے تیرے سوا کوئی مالک و معبود نہیں تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور وجود بخشا۔ میں تیرا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ عاجز و ناتوان سے ہو سکے گا تیرے ساتھ کئے ہوئے (ایمانی) عہد و میثاق اور (اطاعت و فرمانبرداری کے) وعدہ پر قائم رہونگا۔ تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اپنے عمل و کردار کے شر سے، میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تیری نافرمانیاں کیں اور گناہ کئے۔ اے میرے مالک و مولیٰ! تُو مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہ بخش دے تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں"۔ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ جس بندہ نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصّہ میں اللہ کے حضور میں یہ عرض کیا۔ (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آ گئی تو وہ بلاشبہ جنّت میں جائے گا اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصّہ میں اللہ تعالےٰ کے حضور میں یہ عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اُس رات میں وہ چل بسا تو بلاشبہ وہ جنّت میں جائے گا"۔

تشریح اس استغفار کی اس غیر معمولی فضیلت کا راز بظاہر یہی ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے۔ سب سے پہلے عرض کیا گیا ہے "اے اللہ! تُو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی مالک و معبود نہیں، تُو نے ہی مجھے وجود بخشا ہے اور میں بس تیرا بندہ ہوں اور اس کے بعد عرض کیا گیا ہے" یعنی میں نے ایمان لا کے تیری عبادت و اطاعت کا جو عہد و میثاق اور وعدہ کیا ہے۔ جہاں تک مجھ سے بن پڑے گا اس پر قائم رہنے کی کوشش کروں گا۔ یہ بندہ کی طرف سے اپنی کمزوری کے اعتراف کے ساتھ ایمانی عہد و میثاق کی تجدید کی ہے۔ اس کے آگے عرض کیا گیا ہے۔ "مجھ سے جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئیں اور آئندہ ہوں ان کے بُرے نتیجے سے اے میرے مالک و رب! میں تیری پناہ کا طالب ہوں" اس میں اعترافِ قصور کے ساتھ اللہ کی پناہ بھی چاہی گئی ہے۔ اس کے بعد عرض کیا گیا ہے "میں تیرے انعامات و احسانات کا اور اپنی گنہگاریوں اور خطاکاریوں کا اعتراف کرتا ہوں (غلطی کا اعتراف بہت بڑی خوبی ہے —— سرونسٹن چرچل نے کہا ہے

"How great is the man, who acknowledges his mistakes"
(Modern English Prose by G_B)

حق یہ ہے کہ جس صاحب ایمان بندہ کو وہ معرفت و بصیرت نصیب ہو جس کے ذریعہ وہ اپنی اور اپنے اعمال کی حقیقت کو سمجھتا ہو اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور اس کے حقوق کو بھی کچھ جانتا ہو تو وہ اپنے کو صرف قصوروار اور گنہگار اور خیر اور بھلائی کے معاملہ میں بالکل مفلس اور تہی مایہ محسوس کرے گا اور پھر اس کے دل کی آواز اور اللہ تعالےٰ کے حضور میں اس کی التجا یہی ہو گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمائے ہوئے اس استغفار میں محسوس ہوتی ہے۔ اس کو "سید الاستغفار" اسی خصوصیت کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

آپؐ کی یہ حدیث پہنچ جانے کے بعد آپؐ پر ایمان رکھنے والے ہر امتی کو چاہیئے کہ وہ اس کام کا اہتمام کرے کہ ہر دن رات میں کم از کم ایک دفعہ ضرور سچے دل سے اللہ تعالےٰ کے حضور میں استغفار کر لیا کرے"۔

★

درسِ قرآن

قرآن سارے کا سارا اللہ کا کلام ہے

از: مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ ـــــــ مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۴)

یہاں ایک اور شبہے کا مغالطہ بھی دور کیا قرآن مجید نے۔ یہ جو بعض طرفوں سے کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں کچھ باتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں اور کچھ باتیں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی بھی ملا دی ہیں" (نعوذ باللہ من ذالک) اس عقیدے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

قرآن تو یہ کہتا ہے کِتٰبٌ۔ یہ قرآن کتاب ہے۔ اَنْزَلْنٰہُ، جس کو ہم نے اتارا ــ یہ نہیں فرمایا۔ "ادھی اساں اتاری اے تے ادھی کولوں پائی آ" (نعوذ باللہ من ذالک) یہ تو کافروں نے کہا تھا ــ اِنْ ھٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ۨافْتَرٰىہُ وَاَعَانَہٗ عَلَيْہِ قَوْمٌ اٰخَرُوْنَ ۝ (الفرقان ۴) دوسری جگہ فرمایا۔ اِكْتَتَبَہَا فَہِيَ تُمْلٰى عَلَيْہِ بُكْرَۃً وَّاَصِيْلًا ۝ (الفرقان ۵) یہ تو کافر کہتے تھے کہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور کہتا ہے یہ قرآن اللہ نے نازل کیا۔ یہ تو کافروں کا عقیدہ ہے۔ مسلمان کب اس بات کو مان سکتا ہے؟ قرآن سارے کا سارا اللہ کا کلام ہے۔ اَلْحَمْدُ کے الف سے لے کر وَالنَّاسِ کے سین تک یہ سارا قرآن من جانب اللہ ہے مسلمان کا یہ مسلمہ عقیدہ ہے۔ جو اس عقیدے کے خلاف ہو وہ مسلمان باقی نہیں رہ سکتا۔

اس لئے قرآن نے فرمایا کِتٰبٌ۔ یہ بڑی عظیم کتاب ہے۔ اور کیوں عظیم ہے؟ اَنْزَلْنٰہُ۔ اس کو ہم نے اتارا۔ کَلَامُ الْمُلُوْكِ مُلُوْكُ الْكَلَامِ بادشاہوں کا کلام کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اس لئے فرمایا۔

کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ۔ یہ کتاب میں نے اتاری ہے۔ اس کی بڑی عزت ہے دوسری کتابوں پر۔ کیونکہ یہ میرا کلام ہے، کلام اللہ اسی طرح عظیم ہے، جس طرح اللہ کی ذات عظیم ہے ــ اللہ کا کلام اللہ کی صفت ہے ــ تو جس طرح اللہ کی ذات عظیم ہے، اللہ کی صفات بھی عظیم ہیں۔ جس طرح اللہ قدیم ہے، اللہ کی صفات بھی قدیم ہیں۔ اور اتارا کس کی طرف؟ اِلَيْكَ۔ آپؐ کی طرف اتارا۔ میرے حبیبؐ! آپؐ کی طرف اتارا ــــ سبحان اللہ ــــ بڑا اونچا مقام ہے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا۔

صحابہؓ فرماتے ہیں کہ حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قرآن نازل ہوتا تھا تو آپؐ کے بدنِ اطہر سے پسینہ ٹپکتا تھا، سردی کے موسم میں بھی پسینہ آتا تھا۔ اتنی عظیم کتاب آپؐ پر نازل ہوتی تھی جس کو سنبھالا جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ صحابیؓ فرماتے ہیں کہ میں حضورؐ کی اونٹنی کی مہار پکڑے جا رہا تھا حضورؐ سوار تھے اپنی ناقۂ مبارکہ پر۔ حضورؐ پر قرآن نازل ہو رہا ہے اور جس کے ہاتھ میں مہار ہے اونٹنی کی کرنٹ وہاں تک پہنچتی ہے۔ وہ کہتا ہے اس بوجھ سے میں دبا جا رہا تھا جو نازل ہو رہا تھا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر۔ تو کتنی عظمت ہے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی۔

اَنْزَلْنٰہُ اِلَيْكَ۔ اس کتاب کو ہم نے اتارا آپ کی طرف ــــ اور اتارا کیوں؟ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ تاکہ تو نکالے میرے حبیب! لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف۔ کتاب کیوں نازل کی؟ تاکہ تُو نکالے۔ لِتُخْرِجَ۔ خطاب کا صیغہ ہے ــ تاکہ تُو نکالے ــــــ نکالنے والا ظلمتوں سے کون ہے؟ قرآن کہ محمد رسول اللہ؟ (صلی اللہ علیہ وسلم) محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ــــ قرآن سمجھ میں نہیں آتا جب تک محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ عقیدت پیدا نہ ہو۔ قرآن سمجھ میں نہیں آتا جب تک حدیثِ مصطفےٰؐ کے ساتھ عشق پیدا نہ ہو، قرآن سمجھ میں نہیں آتا جب تک کہ پیروی نہ کرے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنّت کی۔ اس لئے فرمایا کہ کتاب تو میں نے نازل کی۔ لیکن کتاب اس وقت تک کام نہیں کر سکتی جب تک تیرے منہ سے نہ نکلے، تیری تشریح کے ساتھ دنیا کے سامنے نہ آئے ــ لِتُخْرِجَ النَّاسَ، تاکہ تُو نکالے لوگوں کو، مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ڏ اندھیروں سے نورؐ کی طرف۔ جو اندھیروں میں بھٹکے ہوئے لوگ ہیں، ان کو نور کی طرف تُو نکالے گا، اے میرے نبی! (صلی اللہ تعالےٰ علیک وسلم) ــــ اور نکالے کس کے ساتھ؟ قرآن کی برکت سے، قرآن کی تعلیمات سے ــــ نکالا کہ نہیں عمر فاروقؓ کو؟ نکالا کہ نہیں عبداللہ ابنِ مسعود کو؟ نکالا کہ نہیں خالد کو؟ (رضی اللہ تعالےٰ عنہم) وہ خالد جو غزوۂ احد میں آتا ہے تلوار لے کر امام الانبیاء (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلاف۔ لیکن وہی خالد اندھیرے سے نکلتا ہے، پھر اس نور کا پرچار کرتا ہے اور مرتے وقت حضرت خالد ابنِ ولید کے جسم پر نوّے سے زیادہ زخم تھے۔ شام میں آپؓ کی وفات ہوتی ہے۔ وہ خالد جس خالد نے کفر کے حق میں تلوار اٹھائی تھی، اتنے اندھیرے میں تھا لیکن جب نور میں آیا تو پھر کیسا چمکا؟ جب دنیا سے جاتا ہے تو افسوس کرتا ہے، کاش! آج میں اپنے بستر پر مر رہا ہوں۔ جس طرح اونٹ اپنی تھان پر مرتا ہے۔ میں نے کتنی جنگوں میں شرکت کی کہ کسی جنگ میں شہادت نصیب ہو جائے۔ کفر کی حالت میں وہ حالت تھی اور ایمان کی حالت میں یہ کیفیات اور تمنائیں۔

(باقی آئندہ)

ہمارا عقیدہ ہمارا مسلک

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی مدظلہ (امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان)

○ اللہ ربنا	○ اللہ ہمارا پروردگار ہے۔
○ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قائدنا	○ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے قائد ہیں۔
○ والاسلام دیننا	○ اور اسلام ہمارا دین ہے۔
○ والقرآن کتابنا	○ اور قرآن ہمارا دستور ہے۔
○ والکعبۃ قبلتنا	○ اور کعبۃ اللہ ہمارا قبلہ ہے۔
○ والایمان بختم نبوۃ خاتم الانبیاء مسلکنا	○ اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو آخری نبی تسلیم کرنا ہمارا عقیدہ ہے۔
○ وعمل اصحاب خاتم الانبیاء حجتنا	○ اور صحابہ کرامؓ ہمارے لئے معیار حق اور تنقید وجرح سے بالاتر ہیں۔
○ وشفاعۃ خاتم الانبیاء وسیلتنا	○ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہمارا وسیلہ ہے۔
○ احترام المشائخ والعلماء مشربنا	○ مشائخ و علماء کا احترام ہمارا مشرب ہے۔
○ والدعوۃ الی الحق جہادنا	○ تمام لوگوں کو حق کی طرف بلانا ہمارا فرض ہے۔

مرسلہ: محمد شمس الدین انصاری ناظم دفتر جمعیت علماء اسلام خان پور

داخلہ

جامعہ ربانیہ میں چھٹی سے نویں تک سائنس کے ساتھ داخلہ جاری ہے۔

خصوصیات

۱۔ میٹرک تک جدید تعلیم کے ساتھ عربی صرف ونحو فقہ، حدیث، ترجمہ قرآن مجید مع تفسیر اور سیرت وتاریخ کے مضامین۔ ۲۔ پرسکون فضا، اسلامی ماحول، دیندار اساتذہ کی نگرانی۔ ۳۔ نماز روزہ ودیگر اسلامی روایات کی پابندی۔ ۴۔ بیرونی طلبہ کی مفت رہائش، بجلی، پنکھا اور باورچی۔ ۵۔ فیسوں میں خاطر خواہ رعایت۔ ۶۔ مستحق طلبہ کو وظائف۔

(مہتمم جامعہ ربانیہ معصوم شاہ روڈ ملتان)

۶۶۵۱

اطلاع

جمعیۃ طلباء اسلام حلقہ لاہور کے زیر اہتمام مورخہ ۳ مئی ۱۹۷۰ء بروز اتوار صدر دفتر واقع ۵۶ میکلوڈ روڈ لاہور میں ۱۰ بجے صبح ماہانہ مجلس مذاکرہ منعقد ہوگی جس کی صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور فرمائیں گے اور حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی درس قرآن سے مجلس مذاکرہ کا افتتاح فرمائیں گے اور طالب علم رہنما تقاریر فرمائیں گے۔ تمام طلباء سے شمولیت کی درخواست ہے۔

(ناظم)

محمدی تقویم صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارا مذہبی سنہ ہجری ہے جسے حضرت عمر فاروقؓ نے جاری فرمایا اور آج ہم نے اسے یکسر فراموش کردیا ہے۔ اس کا اجراء اسلام کی بہترین خدمت ہے۔ اس کے محفوظ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ روزمرہ خط وکتابت وغیرہ میں اس کی عادت ڈالی جائے۔

اسلامی کیلنڈر سنہ ۱۳۹۰ ہجری المقدس

ایام	محرم الحرام					صفر المظفر					ربیع الاول					ربیع الثانی					جمادی الاول					جمادی الثانی				
جمعہ	-	۴	۱۱	۱۸	۲۵	-	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸	-	۵	۱۲	۱۹	۲۶	-	۴	۱۱	۱۸	۲۵
ہفتہ	-	۵	۱۲	۱۹	۲۶	-	۴	۱۱	۱۸	۲۵	۲	۹	۱۶	۲۳	-	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	-	۶	۱۳	۲۰	۲۷	-	۵	۱۲	۱۹	۲۶
اتوار	-	۶	۱۳	۲۰	۲۷	-	۵	۱۲	۱۹	۲۶	۳	۱۰	۱۷	۲۴	-	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸	-	۶	۱۳	۲۰	۲۷
پیر	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸	-	۶	۱۳	۲۰	۲۷	۴	۱۱	۱۸	۲۵	-	۳	۱۰	۱۷	۲۴	-	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸
منگل	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸	۵	۱۲	۱۹	۲۶	-	۴	۱۱	۱۸	۲۵	-	۲	۹	۱۶	۲۳	-	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
بدھ	۲	۹	۱۶	۲۳	-	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	۶	۱۳	۲۰	۲۷	-	۵	۱۲	۱۹	۲۶	-	۳	۱۰	۱۷	۲۴	-	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
جمعرات	۳	۱۰	۱۷	۲۴	-	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	۷	۱۴	۲۱	۲۸	-	۶	۱۳	۲۰	۲۷	-	۴	۱۱	۱۸	۲۵	-	۳	۱۰	۱۷	۲۴	-

ایام	رجب المرجب					شعبان المعظم					رمضان المبارک					شوال المکرم					ذوالقعدہ					ذوالحجہ				
جمعہ	۳۰	۲	۹	۱۶	۲۳	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸	-	۶	۱۳	۲۰	۲۷	-	۴	۱۱	۱۸	۲۵	-	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
ہفتہ	-	۳	۱۰	۱۷	۲۴	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸	-	۵	۱۲	۱۹	۲۶	-	۴	۱۱	۱۸	۲۵	۲	۹	۱۶	۲۳	-
اتوار	-	۴	۱۱	۱۸	۲۵	۲	۹	۱۶	۲۳	-	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	-	۶	۱۳	۲۰	۲۷	-	۵	۱۲	۱۹	۲۶	۳	۱۰	۱۷	۲۴	-
پیر	-	۵	۱۲	۱۹	۲۶	۳	۱۰	۱۷	۲۴	-	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸	-	۶	۱۳	۲۰	۲۷	۴	۱۱	۱۸	۲۵	-
منگل	-	۶	۱۳	۲۰	۲۷	۴	۱۱	۱۸	۲۵	-	۳	۱۰	۱۷	۲۴	-	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸	۵	۱۲	۱۹	۲۶	-
بدھ	-	۷	۱۴	۲۱	۲۸	۵	۱۲	۱۹	۲۶	-	۴	۱۱	۱۸	۲۵	-	۲	۹	۱۶	۲۳	-	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	۶	۱۳	۲۰	۲۷	-
جمعرات	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹	۶	۱۳	۲۰	۲۷	-	۵	۱۲	۱۹	۲۶	-	۳	۱۰	۱۷	۲۴	-	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰	۷	۱۴	۲۱	۲۸	-

تیار کردہ:- التقویم مدرسہ تعلیم الفرقان توحیدی چوک۔ توحید نگر۔ جاکیواڑہ کراچی نمبر ۱

کریں گے جو تحفظات سنہ ہجری کا اے انور
محافظ اس کے ہوں گے حق تعالیٰ شافع محشر
(انور)

حفاظت سال ہجری کی ہمارا دین و ایمان ہے
یہی تو ہے ثبوت اس کا کہ یہ ملت مسلمان ہے
(اختر)

بقیہ : مجلسِ ذکر

ہو سکتا ہے نہ منافق ہو سکتا ہے۔

نماز کا حکم

ایک سندھی بہت بڑے مالدار تھے، حضرت امروٹیؒ کے مُرید تھے۔ اپنے بڑے لڑکے کو لے کر حضرت امروٹیؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ "جی یہ نماز نہیں پڑھتا، دعا کریں"۔ انھوں نے غصے سے فرمایا۔ "یہ بھی کوئی دعا کرنے کی بات ہے؟ اس کو حکم دو کہ نماز پڑھے"۔ اور پھر اُس لڑکے کو فرمایا "کم بخت! اُٹھ وضو کر اور نماز پڑھ"۔ ایک دم وہ وضو کر کے نماز کے لئے کھڑا ہو گیا۔

حضرت مولانا اسعد مدنی کے سفرِ مبارک کی سرگزشت

حضرت اسعد مدنی تشریف فرمائے دین پور شریف کیوں ہوئے۔ دین پور شریف سے دیوبندی حضرات کا کیا تعلق خاطر ہے اور دین پور شریف کو روحانیت کی تاریخ میں کیا اہمیت اور عظمت حاصل ہے ان تمام سوالات کے جواب میں ایک سیر حاصل تبصرہ مجاہد الحسینی کے قلم سے اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (منظور سعید احمد)

جلسے

- جمعیۃ علماء اسلام حلقہ دھرمپورہ لاہور کے زیر اہتمام ۲ر مئی ۷۰ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء نکڑ منڈی پرانا دھرمپورہ لاہور میں ایک جلسۂ عام ہو رہا ہے جس میں مولانا محمد اجمل خان، قاری عبدالحی عابد، قاضی محمد سلیم سپریم کورٹ ایڈووکیٹ مولانا محمد اسحٰق، گل محمد صاحب توحیدی، فقیر حسین صاحب، قاری غلام فرید صاحب اور دیگر علماء ربانی خطاب فرمائیں گے۔ (محمد ابراہیم)
- مدرسہ اسلامیہ نورِ ہدایت کلورکوٹ تحصیل بھکر ضلع میانوالی کا پانچواں سالانہ جلسہ ۲۶، ۲۷ر صفر ۱۳۹۰ھ مطابق ۳ ، ۴ر مئی ۱۹۷۰ء بروز اتوار، سوموار ہو رہا ہے جس میں مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری، مولانا قاضی مظہر حسین خلیفہ حضرت مدنی چکوال، مولانا محمد یحییٰ صاحب بہاولنگری، مولانا خدا بخش، ملتان مولانا عبدالشکور دین پوری اور دوسرے علماء کرام تشریف لا رہے ہیں۔

جلس انتظامیہ مدرسہ اسلامیہ نور ہدایت کلورکوٹ

تہذیبِ جدید

فیض لودھیانوی لاہور

بندگی سے جی چرا لو کیا یہی تہذیب ہے؟
ناچ گھر میں وقت ٹالو کیا یہی تہذیب ہے؟

وائے نادانی خدا کے آستاں کو چھوڑ کر
دامنِ شیطاں سنبھالو کیا یہی تہذیب ہے؟

بے تکی باتیں بناؤ اپنے مذہب کے خلاف
اُس میں سو رخنے نکالو کیا یہی تہذیب ہے؟

باپ دادا کی روش سے منحرف ہو جاؤ تم
کالجوں میں پڑھنے والو کیا یہی تہذیب ہے؟

کذب گوئی کو سمجھ بیٹھے ہو معیارِ کمال
سچ بتا دُبے کمالو! کیا یہی تہذیب ہے؟

مغربی ٹوپی پہن کر کافرانہ شان سے
دین کی پگڑی اچھالو کیا یہی تہذیب ہے؟

مختصر تعلیم پا کر دل کے احساسات کو
کفر کے سانچے میں ڈھالو کیا یہی تہذیب ہے؟

قوم کا حال زبوں سرمایۂ تضحیک ہو!
اس چمن کے نونہالو! کیا یہی تہذیب ہے؟

شغلِ آرائش میں صبح و شام رہتے ہو مگن
خودنما نازک خیالو! کیا یہی تہذیب ہے؟

اس قدر نسوانیت کا شوق بھی زیبا نہیں
سب کا سب چہرہ منڈا لو کیا یہی تہذیب ہے؟

بھول کر شمشیر کو اپنا لیا تم نے رباب
اے جیالوں کے جیالو! کیا یہی تہذیب ہے؟

چار پیسے خود کمانا تو نہیں سیکھا مگر
دوسروں کا مال کھا لو کیا یہی تہذیب ہے؟

اپنی حیثیت سے بڑھ کر پاؤں پھیلانے لگو
اور چادر پھاڑ ڈالو کیا یہی تہذیب ہے؟

رات دن دو رنگ پالیسی پہ کرتے ہو عمل
تن کے اُجلو من کے کالو کیا یہی تہذیب ہے؟

کوئی دانشمندانہ اطوار سے روکے اگر
قول کہہ کر منہ بنا لو کیا یہی تہذیب ہے؟

تم سے جو کچھ فیض نے پوچھا ہے ان اشعار میں
سوچو، سمجھو، دیکھو بھالو کیا یہی تہذیب ہے؟

سانحہ ارتحال

- لیفٹیننٹ کرنل عبدالمعظم عثمان چھاؤنی کی وساطت سے اطلاع ملی ہے کہ سکواڈرن لیڈر ڈاکٹر بشیر احمد بی، اے۔ ایف ماڑی پور کراچی کی اہلیہ اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملیں۔ انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

مرحومہ پابندِ صوم و صلوٰۃ اور نہایت نیک سیرت خاتون تھیں ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتی تھیں۔ قارئین کرام سے التماس ہے کہ مرحومہ کی بلندی درجات کے لئے دعا فرمائیں۔

- ڈاکٹر شبیر احمد خاں ۱۰-K گلبرگ لاہور مقیم کویت کے صاحبزادے اعظم جاوید مورخہ ۲۰ر اپریل کو دینہ ضلع جہلم کے قریب کار کے حادثہ میں شدید زخمی ہوتے اور طبی امداد پہنچنے سے قبل ہی اپنے معبودِ حقیقی سے جا ملے

انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔

یہ حادثہ اس لحاظ سے اور بھی جانکاہ ہے کہ ٹھیک ۲½ سال قبل مرحوم کے بڑے بھائی قیصر جاوید اسی عمر میں حادثہ میں ہی داغ مفارقت دے گئے تھے قارئین خدام الدین سے التماس ہے کہ مرحوم کیلئے دعائے مغفرت فرمائیں اور پسماندگان خصوصاً ان کے بھائی انجم پرویز اور والدہ محترمہ کے لئے صبرِ جمیل کی خصوصی دعا فرما

- برادرم شیخ کمال الدین کے صاحبزادے کا گذشتہ شام انتقال ہو گیا ہے انّا للہ و انّا الیہ راجعون۔ پسماندگان رضائے الٰہی پر شاکر ہیں۔ دعا فرمائیں کہ اللہ رب العزت انہیں صبر جمیل سے نوازے اور بہتر نعم البدل عطا فرمائے آمین

شریکِ غم یونس علی عفی عنہ،

بقیہ : خطبہ جمعہ

البتہ قرآن حکیم کی اپنی استثناء الگ حکم رکھتی ہے

الغرض قرآن حکیم کے احکامات سبھی واجب العمل ہیں ان پر عمل پیرا ہو کر ہی ہم ابدی سعادتیں حاصل کر سکتے ہیں اللہ تعالے نے وضاحت فرما دی ہے کہ میں نے ہی تمہیں پیدا کیا۔ ایک ہی ماں باپ کی تم اولاد ہو۔ تو قبائل اور خاندانوں کی تقسیم محض اس لئے ہے تاکہ تم ایک دوسرے سے متعارف ہو سکو — خدا کے ہاں صرف وہی باعزت ہے جو خدا سے زیادہ ڈرتا ہے چاہے وہ کسی خاندان کا فرد ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ اس کا معاملہ درست ہے۔ پس بارگاہ خداوندی میں کامیاب و کامران ہونے کے لئے تقویٰ اختیار کرنا ضروری ہے۔

درس قرآن

امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا محمد علی جالندھری ۳ مئی بروز اتوار صبح ۹ بجے دفتر تحفظ ختم نبوت بیرون دہلی دروازہ نزد شاہ محمد غوث درس قرآن حکیم فرمائیں گے۔ تمام احباب سے شرکت کی اپیل ہے۔ یاد رہے کہ ہر ماہ کی پہلی اتوار کو حضرت مولانا صاحب کا دفتر مذکور میں درس قرآن ہوتا ہے۔ (محمد انور)

فریضۂ حج کی ادائیگی سے واپسی

حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب خلیفہ مجاز حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رح و ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم یکم مئی بروز جمعہ بذریعہ تیز رو کراچی سے جہلم پہنچ رہے ہیں جمعہ سے قبل عوام سے مسجد گنبد والی میں خطاب فرمائیں گے۔ احباب مطلع رہیں۔ (عماد الدین احمد ناظم دفتر)

بچوں کا صفحہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

خاندان حضرت عثمانؓ خلفائے راشدین میں تیسرے خلیفہ اسلام تھے۔ آپؓ کا نام عثمان بن عفان اور کنیتیں ابو عبداللہ اور ابوعمر ہیں آپکا سلسلۂ نسب نبی کریمؐ سے عبد مناف سے ملتا ہے۔ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن شمس بن عبد مناف۔

صحیح قول کے مطابق آپ کی ولادت واقعہ فیل کے چھ سال بعد ۵۷۶ء بمقام طائف ہوئی۔

قبول اسلام حضرت عثمان اسلام کے ابتدائی دور میں اس وقت مسلمان ہوئے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں پناہ گزین نہیں ہوئے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو دعوتِ اسلام دی جسے آپ نے بخوشی قبول کرلیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو اسلام کی دعوت دیتے ہوئے کہا تھا کہ افسوس تم حق و باطل میں امتیاز رکھتے ہوئے بھی کس طرح بت پرستی میں پڑے ہوئے ہو کیا یہ بے جان پتھر نہیں ہیں جو نہ تم کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔ اللہ تعالیٰ نے محمد بن عبداللہ کو اپنا پیغام ہدایت دے کر تمام انسانوں کی بھلائی کے لیے بھیجا ہے۔ کیا تم پسند کروگے کہ ان کے پاس حاضر ہوکر ان کی دعوت کو سنو۔ حضرت عثمان نے کہا ضرور۔

اتفاقاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر اس طرف سے ہوا۔ آپؐ نے فرمایا، عثمان! جنت الٰہی میں داخلہ قبول کرو۔ میں تمہاری اور تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں یہ الفاظ سن کر اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا۔ فوراً مسلمان ہوگیا اور توحید و رسالت کا اقرار کرلیا۔

ذوالنورین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ و حضرت ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ ہجرت حبشہ کے وقت آپ کے ہمراہ حضرت رقیہ بھی تھیں وہیں عبداللہ پیدا ہوئے جو چھ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ حضرت رقیہ کی وفات کے بعد نبی کریم نے اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثوم کو آپ کی زوجیت میں دے دیا چونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئیں اس لیے آپ کو ذوالنورین یعنی دو نوروں والا کہا جاتا ہے۔

بزرگوں کے تجربے

شاہنواز محمد شان لاہور

- کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے۔ تم کوئی ایسی بات نہ کہو جس سے کسی کا دل دکھے۔
- ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے کئی جھوٹ اور بولنے پڑتے ہیں۔
- ہر کتاب مطالعہ کے قابل نہیں ہوتی تم اپنے والدین کی اجازت کے بغیر کسی کتاب کو مت پڑھو
- اگر تم غریب ہو تو اپنے آپ کو امیر ظاہر کرنے کی کوشش نہ کرو
- اپنے ہاتھ میں خوش خطی کا جوہر پیدا کرنا سونے چاندی کی انگوٹھی پہننے سے بہتر ہے
- جو زیادہ پوچھتا ہے وہ زیادہ سیکھتا ہے۔ کوئی بات تمہاری سمجھ میں نہ آئے اپنے استادوں سے بار بار پوچھو،
- اگر تم خوش نہ رہنا چاہو تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں خوش نہیں رکھ سکتی۔ خوشی کا حقیقی سرچشمہ تمہارا اپنا دل ہے
- جو خدا سے ڈرتا ہے ہر چیز اس سے ڈرتی ہے خدا کے سوا اہلِ دنیا کا ہر خوف بے حقیقت ہے
- غیر ضروری چیزیں خریدنے والے ایک دن اپنے گھر کا ضروری سامان بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں
- اصلاح کرنیوالے کی تمام کوششیں عموماً اس لیے بیکار ہو جاتی ہیں کہ وہ جو کچھ دوسروں کو کہتے ہیں خود اس پر عمل نہیں کرتے

اقوالِ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

- ★ اللہ سے ڈرنا کامیابی کی کنجی ہے
- ★ عالم باعمل اللہ کا نائب ہے
- ★ مالدار اور فقیر کے درمیان امتیاز نہ رکھو
- ★ میانہ روی نصف روزی ہے اور حسنِ اخلاق نصف دین
- ★ دنیا نے تجھ جیسے ہزاروں کو موٹا تازہ کیا اور نگل گئی
- ★ تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے ہم نشین ہیں
- ★ مصیبتوں کو چھپا، قربِ حق نصیب ہوگا
- ★ شکستہ قبروں پر غور کرو کہ کیسے کیسے حسینوں کی مٹی خراب ہورہی ہے۔
- ★ نصیحت وہی کارگر ثابت ہوتی ہے جو عمل کی زبان سے ہو
- ★ تیرا عمل تیرے عقائد کی دلیل ہے اور تیرا ظاہر تیرے باطن کی علامت ہے
- ★ جب تک تیرا اترانا اور غصہ باقی ہے اپنے آپ کو اہل علم نہ سمجھ
- ★ علم بغیر عمل کے بہتر نہیں
- ★ عبادت پہ گھمنڈ نہ کرو
- ★ شریعت پر عمل ہی سے روحانی ترقی حاصل ہوسکتی ہے
- ★ مومن جس قدر بوڑھا ہوتا ہے اس کا ایمان بھی مضبوط ہوتا ہے
- ★ شروع کرنا تیرا کام ہے اور تکمیل کرنا خدا کا
- ★ تمام خوبیوں کا مجموعہ، علم سیکھنا اور عمل کرنا پھر دوسروں کو سکھانا
- ★ دنیا دار دنیا کے پیچھے دوڑتے ہیں اور دنیا اہلِ علم کے پیچھے۔
- ★ صبر اختیار کرو کیونکہ دنیا آفات و مصائب کا مجموعہ ہے
- ★ تیرا کلام بتادے گا کہ تیرے دل میں کیا ہے
- ★ ہنسنے والوں کے ساتھ ہنسا مت کر بلکہ رونے والوں کے ساتھ روتا رہا کر
- ★ ایمان کا دعویٰ کیوں کرتے ہو حالانکہ تم خود مومن نہیں

شاہنواز محمد شان لاہور

★

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

بدل اشتراک ہفت روزہ خدام الدین لاہور

پاکستان اور انڈیا میں سالانہ چندہ	..	۱۱
" " ششماہی	..	۶
" " "	..	۳
سعودی عرب بذریعہ ہوائی جہاز سالانہ چندہ	..	۴۲
" " بحری جہاز "	.	۱۵
" " ہوائی ڈاک ششماہی	..	۲۱
" بحری	..	۱۱
انگلینڈ بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ	۴۰	۷۳
" " بحری	۸۰	۲

انڈیا کے خریدار اپنا چندہ منیجر ماہنامہ "الفرقان" کچہری روڈ لکھنؤ ارسال کر کے ڈاک خانہ کی رسید ہمیں ارسال کر دیں۔

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قرآن عزیز

دیدہ زیب — نیا حاشیہ — رنگین

عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تین سال کی محنت شاقہ اور زر کثیر کی لاگت کے بعد شائع ہوگیا

ھدیہ

مجلد قسم اوّل	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	مکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲ روپے	۹ روپے

محصول ڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہوگا۔ فرمائش کے ساتھ کُل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔ وی، پی نہ بھیجا جائے گا۔ تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں،

قرآن مجید

رعایتی ھدیہ
فی جلد ۵/۵۰ ڈاک خرچ ۱/۱۰

کُل
۷/- روپے پیشگی بھیجکر طلب فرمائیں

سندھی ترجمہ مرتبہ

شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت مولانا سیدنا تاج محمود صاحب امروٹی نور اللہ مرقدہٗ

دفتر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ تین مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء۔ (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۹/۳۹ ،۶۷ ،۲-۲-۷۵۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر ۲ GM/۴۰-۵۳۱۰ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء